ماهنامه

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۲	ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ / دسمبر ۲۰۰۹ء	جلد : ۱۷

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 35330311 - 042

خانقاہ حامدیہ : 35330310 - 042

فون/فیکس : 37703662 - 042

رہائش "بیت الحمد" : 36152120 - 042

موبائل : 4249301 - 0333

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۹
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۲
صرف اِمام اَور منفرد ہی کا سورۂ فاتحہ پڑھنا....	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۱۵
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب ؒ	۲۷
انا للّٰہ وانا الیہ راجعون		۳۱
ایک زائرحرم کی التجا	حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب عطاؔ	۳۲
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۴
محرم الحرام کی فضیلت اَور منکراتِ مروجہ کی مذمّت	حضرت مولانا سیّد مفتی عبدالکریم صاحب ؒ	۳۷
ذکر حسنین رضی اللہ عنہم	حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب ؒ	۴۳
معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زرّیں ہدایات	حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندویؒ	۴۴
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۳
چار رَوز اُندلس میں	جناب مولانا ضیاء الحُسن صاحب طیّب	۵۶
دینی مسائل		۶۱
اخبار الجامعہ		۶۳

آپ کی مدتِ خریداری ماہ..ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ................روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد!

دینی مدارس کے چپہ چپہ پر قیام نے موجودہ دَور میں برصغیر کو دُنیا بھر میں ایک ممتاز مقام بخشا ہوا ہے جس کی بدولت اِس خطہ میں اللہ کا دین کسی نہ کسی درجہ میں اپنی عملی شکل کے ساتھ زندہ ہے یہاں کے علماءِ ربّانیین دینی مدارس میں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کر کے اگلی نسلوں کے لیے ایمان پر قائم دائم رہنے کا سامان مہیا کر کے اُمتِ مسلمہ کے ایمانوں کی حفاظت کا عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عالمِ کفر سب سے زیادہ دینی مدارس سے برانگیختہ ہو کر اُن کی تباہی کے درپے ہے اُس کی سرتوڑ کوشش ہے کہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی کرنے والے یہ تعلیمی اِدارے فی الفور بند ہو جائیں مگر کفر تو کفر ہے اُس کو تو ایسا ہی کرنا چاہیے اَفسوس تو اُن مسلم حکمرانوں اَور بہت سے نادان مسلمانوں پر ہے جو خواہی نہ خواہی کفر کی منشاء پر نہ صرف چل رہے ہیں بلکہ اِن فلاحی اِداروں کی بدنامی کی منصوبہ بندی میں برابر کے شریک ہیں۔ اِن تمام سازشوں میں سب سے زیادہ خطرناک کردار کافروں کے قادیانی احمدی مرزائی فرقہ کا ہے جو مسلمانوں کے رُوپ میں مسلمانوں کو ڈس رہا ہے۔ کافروں کا یہ فرقہ جتنا دینی مدارس کا دُشمن ہے اُتنا ہی مملکتِ خداداد پاکستان کا بھی دشمن ہے۔ حکومتِ پاکستان کا فرض ہے کہ آئین پاکستان کے باغی اِس چھپے دُشمن کو بے نقاب کر کے جڑ سے اُکھاڑ پھینکے۔

ہم اِس موضوع پر مزید لکھنا چاہتے تھے کہ وفاق المدارس کی طرف سے ایک مراسلاتی تحریر اَنوارِ مدینہ میں اشاعت کے لیے موصول ہوئی جس کو مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہٗ ناظمِ عمومی وفاق المدارس نے تحریر فرمایا ہے یہ تحریر چونکہ ہمارے موضوع سے مناسبت رکھتی ہے اَور تازہ ترین واقعاتی شہادتوں پر مشتمل ہے اِس لیے اِس کو اِداریہ کا حصہ بناتے ہوئے نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔

مدارس پر چھاپے..........ایک سوچا سمجھا منصوبہ

حالیہ دنوں میں مدارس پر چھاپوں کا ملک گیر سلسلہ شروع ہوا اِس سلسلہ کا آغاز اسلام آباد کے مدارس پر چھاپوں سے ہوا اَور بعد اَزاں لاہور اَور فیصل آباد سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ کراچی کے مدارس تک پھیل گیا۔ اِس آپریشن کے دوران بیسیوں مدارس پر چھاپے مارے گئے لیکن کہیں سے نہ اسلحہ برآمد ہوا اَور نہ ہی کسی مشکوک کی گرفتاری عمل میں آئی۔ پولیس نے اپنی ناکامی اَور سُبکی مٹانے کے لیے عجیب اَوچھے ہتھکنڈوں سے کام لیا۔

آپ کراچی کے مدرسہ رحمانیہ بفرزون کی مثال لے لیجئے ، اِس اِدارے میں قریبی تھانے کے پولیس اہلکار آئے اُنہوں نے پوچھا: ''کیا آپ کے ہاں غیر ملکی طلباء زیرِ تعلیم ہیں؟'' اِدارے کی انتظامیہ نے کہا ''جی ہاں ! بالکل ہیں مگر اُن کے پاس سفری اَور قانونی دستاویزات، این او سی اَور نادرا کے کارڈ موجود ہیں'' پولیس اہلکاروں نے کہا کہ ''بہت اچھی بات ہے آپ مہربانی کر کے اِن طلباء کو ہمارے ساتھ بھیج دیں، ہم اپنے ہاں اِن طلباء کے کوائف کا اِندراج کرنا چاہتے ہیں'' مدرسہ انتظامیہ نے اِن طلباء کو پولیس کے ہمراہ بھیج دیا لیکن پولیس نے اُن کے کوائف کا اِندراج کرنے کی بجائے میڈیا کے نمائندوں کو تھانے بُلا لیا اَور اِن معصوم مظلوم مہمان طلباء کو دہشت گردوں کے رُوپ میں میڈیا کے سامنے پیش کر دیا اَور اِن کی گرفتاری ڈال دی۔ اِن طلباء کو اگلے دِن جب عدالت میں پیش کیا گیا تو عدالت نے اِن کے کاغذات کو تسلی بخش اَور قابل قبول قرار دیتے ہوئے اُنہیں بری کر دیا لیکن میڈیا کے ذریعے جوڈھنڈورہ پیٹا جا چکا تھا اُس کا اِزالہ ممکن نہ تھا۔ اِسی طرح کے اَوچھے ہتھکنڈے دُوسری جگہوں پر بھی بروئے کار

لائے گئے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ مدارس کی انتظامیہ اَور تمام مدارس کے نمائندہ وفاقوں نے ہمیشہ قانون نافذ کرنے والے اِداروں کے ساتھ تعاون بھی کیا اَور اپنے اِداروں کو کھلی کتاب کی مانند قرار دیا۔ یہ مدارس کبھی بھی نوگوایریا نہیں رہے کہ اِن پر پورے لاؤ ولشکر سمیت یلغار کی ضرورت پیش آئے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وقفے وقفے سے اِن مدارس کو مشقِ ستم بنایا جاتا ہے اَور معمول کی چیکنگ، کوائف وغیرہ کے حصول، خفیہ نگرانی کے مسلسل اَور مربوط سلسلے کے ہوتے ہوئے سمجھ نہیں آتی کہ کیوں کچھ عرصے بعد مدارس پر اِس انداز سے چڑھائی کی جاتی ہے جیسے اسرائیل افواج غزہ پر یا بھارتی افواج کشمیر پر چڑھائی کیا کرتی ہیں۔

حالیہ دِنوں میں مدارس کے خلاف جن حالات میں کریک ڈاؤن کیا گیا اُن سے اَندازہ ہوتا ہے کہ اِن چھاپوں کے لیے ڈوری کہیں اَور سے ہلائی گئی تھی [1] کیری لوگر بل میں چونکہ مدارس کی مشکیں کسنے کی شرط بھی شامل تھی اِس لیے اِس بل کے وفاقی کابینہ سے منظور ہوتے ہی مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کر دیا گیا اَور عین اُس موقع پر جب سنیٹر جان کیری اور جنرل پیٹریاس پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے تھے مدارس پر چھاپے مارے گئے اَور لاہور کے مدارس کو اُس مشکل کا سامنا کرنا پڑا جب بعض ''اہم مہمانوں'' کی لاہور آمد آمد تھی۔ مدارس کے ذمہ داران نے ایک بات بطورِ خاص نوٹ کی کہ چھاپے مارنے سے قبل پورے میڈیا کو باقاعدہ دعوت دے کر اُن کی حاضری کو یقینی بنایا جاتا تھا اور پھر اِس چھاپہ مار مہم کا خوب ڈھنڈورہ پیٹا جاتا تھا۔ اِس سے لگتا ہے کہ یہ آپریشن مدارس کے میڈیا ٹرائل اَور ایک منظّم مہم کا حصہ تھا [2] اِن چھاپوں کے بعد ایک اَور بات نوٹ کی گئی کہ بعض نجی چینلز کے بعض اینکر پرسنز نے مدارس کو آڑے ہاتھوں لیا اَور بعض نام نہاد دَانشوروں اَور قلم کاروں نے مدارس کے خلاف مزید

---

[1] قادیانی ہاتھ بھی نظر اَنداز نہیں کیا جاسکتا۔ [2] جس میں قادیانی اَور پرویزی برابر کے شریک ہیں۔

کارروائی کے لیے ہلہ شیری دی اَور بتدریج مدارس کے خلاف ماحول بنایا جانے لگا۔ یہ سب کچھ ایک ہی سلسلے کی کڑیاں لگتی ہیں۔

ملک میں دہشت گردی کی حالیہ لہر کے تناظر میں مدارس پر چھاپے مار کر جہاں اِس عسکریت پسندی اَور دہشت گردی کے ڈانڈے مدارس سے ملانے کی کوشش کی گئی وہیں حکومتی اِداروں نے اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے بھی مدارس کو ہی اپنا ہدف بنایا۔ ہمارے یہاں یہ عجیب ماحول بن گیا ہے کہ ملک میں دہشت گردی اَور تخریب کاری کی وارداتیں کروانے والی اصل قوتوں کو بے نقاب کرنے کے بجائے ''مرے کو مارے شاہ مدار'' کے مصداق ہمارے قانون نافذ کرنے والے اِدارے دینی مدارس پر چڑھ دوڑتے ہیں اَور اپنے نمبر بنانے اَور لوگوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں اَور دُوسری طرف اصل تخریب کاروں کو افغانی بھیس، جعلی نمبر پلیٹ، ناجائز اسلحہ سمیت گرفتار کر کے اپنے ''صوابدیدی اختیارات'' کی بنیاد اَور ایک فون کال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ [۱] مدارس کے خلاف یہ کریک ڈاؤن ایک ایسے وقت کیا گیا جب وطنِ عزیز تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ اِس وقت ضرورت اِس امر کی ہے کہ عوام کے گِلے شِکوے دُور کیے جائیں اَور مختلف ناراض طبقات کے خدشات کے اِزالے کی فکر کی جائے جبکہ ہمارے اَربابِ اختیار اُلٹا نِت نئے محاذ کھول رہے ہیں اَور مدارس کے لاکھوں طلباء اَور ہزاروں علماء اَور مدارس کے ملک بھر میں پھیلے معاونین اَور متعلقین میں تشویش اور اضطراب پیدا کر کے وطنِ عزیز کو مزید بدترین حالات اور بحرانوں سے دو چار کر رہے ہیں۔ [۲]

موجودہ حالات میں مدارس کے خلاف چھاپے جہاں غلامانہ ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں وہی بدترین ناعاقبت اَندیشی کے زُمرے میں بھی آتے ہیں۔ اِس وقت اعلیٰ سرکاری حکام کو سوچنا چاہیے کہ کہیں کوئی ایسی خاص قسم کی لابی تو نہیں جو دانستہ طور پر حالات کو بگاڑنا

---

[۱] قادیانی کال [۲] قادیانی مقاصد بھی یہی ہیں۔

چاہتی ہے اَور حکومت اَور دینی قوتوں کے مابین محاذ آرائی کیلیے راہ ہموار کررہی ہے۔ ۱؎
مدارس پر حالیہ چھاپے مدارس کے خلاف اِمتیازی سلوک بھی ہے کیونکہ وہ عصری اِدارے جہاں سے آئے روز اسلحہ برآمد ہورہا ہے جہاں قتل و غارت گری اَور طلباء کے مابین تصادم روز کا معمول بن گیا ہے اُن کے خلاف کریک ڈاؤن کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی اَور سارا نزلہ مدارس پر گرایا جاتا ہے۔ اسی طرح نجی ہاسٹلز، ہوٹلوں اَور دُوسری جگہوں پر کریک ڈاؤن نہیں ہوتا صرف مدارس کے خلاف ہی کیوں ہوتا ہے؟ ۲؎
دینی مدارس جہاں سے ہر وقت قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجتی ہیں، جہاں ملک کے استحکام وسالمیت کے لیے قرآن کریم کا ختم، سورۂ یٰسین کی تلاوت اَور آیتِ کریمہ کا وِرد کیا جاتا ہے وہاں اِس طرح چھاپے مار کر اِن اِداروں کا تقدّس پامال کرنا نہایت افسوناک ہے۔ بعض جگہوں سے یہ اِطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ پولیس اہلکار جوتوں سمیت مسجدوں میں گھس گئے، بعض جگہوں پر بچیوں کے مدارس میں چادر اَور چار دِیواری کا تقدّس پامال کیا گیا۔ یہ کس قدر شرمناک بات ہے؟ پاکستان کے عوام یہ سمجھ رہے ہیں کہ دینی مدارس کو اِس لیے نشانہ بنایا جارہا ہے تاکہ وہ مراکز جو اِسلام کے قلعے ہیں اُن میں نقب لگائی جائے اَور جو اِدارے لوگوں کے دین سے وابستگی اَور حصولِ علم کا ذریعہ ہیں اُن کو بدنام کردیا جائے اِس لیے اِس قسم کے کریک ڈاؤن کا سلسلہ فی الفور بند ہونا چاہیے تاکہ عوامی تشویش واضطراب کا خاتمہ ہو سکے۔
میں نے اِن چھاپوں کے بعد تقریباً ہر مدرسہ کی انتظامیہ اَور مہتمم صاحبان سے رابطہ کیا، اُن کی حوصلہ افزائی اَور دِلجوئی کی، اِس دوران یہ بات بڑی شدت سے محسوس کی کہ اِس قسم کی کارروائیوں سے ملک بھر میں بہت زیادہ اشتعال اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ اِن چھاپوں کے بعد راولپنڈی اَور اِسلام آباد کے علماء کرام نے تمام اہم سرکاری شخصیات اور اعلیٰ حکام سے وفد کی صورت میں ملاقاتیں کیں، اِسی طرح کراچی کے علماء نے گورنر سندھ

۱؎ قادیانی منصوبہ ۲؎ اس لیے کہ قادیانیوں پرویزیوں اور آغاخانیوں کی دِلی مرادیں بھی یہی ہیں۔

سمیت دیگر لوگوں سے گفتگو کی اَور خود میں نے وزیرِ داخلہ عبدالرحمن ملک، سیکرٹری داخلہ، آئی جی پنجاب، ہوم سیکرٹری، چیف کمشنر اِسلام آباد اَور دیگر تمام اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اِن لوگوں میں سے کوئی بھی مدارس کے خلاف ہونے والے کریک ڈاؤن کی ذمّہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ ہر ایک دُوسرے پر ڈال رہا ہے اَور زبانی طور پر مدارس کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے لیکن عملاً پھر مدارس پر چڑھائی کردی جاتی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ تعلیم و تعلّم میں مصروف لوگوں کے غم و غصہ اَور مدارس کے طلباء کے اشتعال کو آخر کب تک کنٹرول کیا جاسکتا ہے اَور ہم یہ بھی سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اِس صورتِ حال کو کیا نام دیا جائے ؟ قول و فعل کا تضاد کہا جائے یا کسی تیسری قوت کی کارستانی ؟ اسلام دشمنی سمجھا جائے یا اِستعماری قوتوں کی غلامی؟ اَور متاثرہ فریق کو صبر و تحمل کی ترغیب دیں یا لانگ مارچ کی تیاری کریں؟ کیونکہ اِس ملک میں لانگ مارچ کے بغیر نہ تو کوئی مطالبہ منوایا جاسکتا ہے اَور نہ ہی اپنا حق حاصل کیا جاسکتا ہے۔

قارئینِ کرام ! مولانا نے اپنے مضمون میں جو واقعات نقل فرمائے ہیں اُن سے یہ بات واضح ہوتی چلی جاتی ہے کہ مدارس کے خلاف تمام کارروائیاں یک طرفہ اَور بلا جواز ہیں۔ مولانا کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم اِس اَمر کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ قادیانی، آغا خانی اَور پرویزی فتنہ دَر پردہ اِن تمام کارروائیوں میں برابر کا شریک ہے جیسا کہ جگہ جگہ مضمون میں حاشیے پر اِس کی نشاندہی کرائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانانِ عالَم کو صحیح سمجھ عطاء فرمائے تاکہ وہ اِسلام کے خلاف ہونے والی اَندرونی اَور بیرونی سازشوں کو سمجھیں اَور اپنے اَندرونی اختلافات کو ختم کرکے باہمی اتحاد قائم کریں جو موجودہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

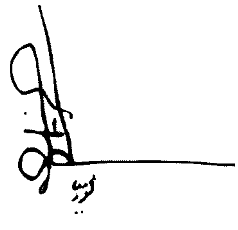

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً ‏ درسِ حدیث ‏ علٰی حبیبک خیرِ الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

مہندی سے سر کے دَرد، چوٹ اور پھنسیوں کا علاج

جسم کے مختلف حصوں سے خون نکلوانا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 60 سائیڈ B 1986 - 08 - 01)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ سے ایک صحابیہ روایت کر رہی ہیں سلمٰی جو رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی خادمہ ہیں کہ جب بھی کسی نے رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم سے دردِ سر کی شکایت کی ہے تو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ سینگی لگواؤ خون نکلوادو۔ یہ گویا دردِ سَر کا علاج ہے اَور اگر پاؤں میں دَرد بتایا کسی نے وَلَا وَجَعًا فِیْ رِجْلَیْہِ اِلَّا قَالَ اِخْتَضِبْھُمَا [۱] اُن کو فرماتے تھے کہ مہندی لگالیں۔ اِسی طرح سے یہی سلمٰی ہی روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اگر کہیں زخم ہوتا تھا یا چوٹ ہوتی تھی نَکْبَۃٌ چوٹ لگ جائے جیسے اَور '' قَرْحَۃٌ '' پھنسیاں ہوجائیں اِلَّا اَمَرَنِیْ اَنْ اَضَعَ عَلَیْھَا الْحَنَّاءَ [۲] اُس کے لیے فرماتے تھے کہ مہندی رَکھ دو یعنی خود بھی مہندی کا اِس طرح سے استعمال فرمالیا کرتے تھے کہ زخم پر ''پڑیا'' پر وہ لگالیا کرتے تھے یہ اُن دواؤں میں ہے جو رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے استعمال فرمائیں۔

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۳۸۸ [۲] ایضاً

رسول اللہ ﷺ ایک تو سر مبارک پر سینگی لگواتے تھے ھَامَۃُ جو بیچ کے حصہ کو کہتے ہیں یہ جگہ گویا بتلائی گئی ہے کہ یہاں سینگی لگوائی جائے۔ اَور دونوں مونڈھوں کے درمیان پیچھے گویا پشت کی جانب اَور یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی یہاں سے خون نکلوادے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر کسی بھی چیز کی دَوا نہ کرے آدمی یعنی اِس جگہ سے خون کا اخراج صحت کے لیے بہت مفید ہے اَور اَمراض کو روکنے والا ہے وَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ لَّا یَتَدَاوٰی بِشَیْءٍ لِشَیْءٍ [1] کسی بھی چیز کی دوا کے لیے کوئی بھی چیز استعمال نہ کرے دَوا کے لیے کسی بھی مرض کے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ رَان سے بھی اُوپر کے حصّہ پر سینگی لگوائی خون نکلوایا ہے وہاں سے اَور وجہ اُس کی یہ تھی کہ دَرد ہوتا تھا ٹانگ میں تو اُس سے اَفاقہ کے لیے ایسے آقائے نامدار ﷺ نے کیا۔ [2]

فرشتوں کی پسند اَور اُس کی وجہ :

فرشتوں کو بھی یہ پسند ہے فرشتے وہ مخلوق ہیں جو نور سے بنے اَور خون ہے ایسی چیز کہ جو پاک بھی نہیں ہے جب بدن کے اَندر ہے تو پاک ہے اَور جب بدن سے باہر نکلے تو پاک بھی نہیں تو گویا ناپاک ہی ہوا، اِسی طرح ہر نجاست کا بھی یہی ہے جب تک بدن میں ہے آدمی وضو کرلے پاک کہلائے گا جب وہ نجاست خارج ہوگی تو وہ ناپاک کہلائے گا۔ تو فرشتوں کو یا تو خون سے اُنس نہیں ہے طبیعت کو رغبت نہیں ہے یا یہ ہے کہ علاجًا اِرشاد فرمایا۔

اُمت کو بھی اِس علاج کا کہا گیا ہے :

اَور یہ ہے شبِ معراج کی بات لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ اَنَّہٗ لَمْ یَمُرَّ عَلٰی مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ اِلاَّ اَمَرُوْہُ مُرْ اُمَّتَکَ بِالْحِجَامَۃِ [3] جہاں بھی آپ گزرے ہیں فرشتوں میں سے وہاں فرشتوں نے یہی کہا ہے کہ آپ اپنی اُمت کو سینگی لگوانے کا حکم دیجیے گویا یہ سارے مسلمانوں کے لیے ہے، جو اُمت میں مانتا ہو رسول اللہ ﷺ کو رسول اَور آپ کی بات مانتا ہو تو اُسے آپ یہی فرمائیے کہ وہ سینگی لگواتا رہے۔

معلوم یہ ہوا کہ اِس اُمت کے بارے میں خاص طور پر یہ حکم ہوا ہے اِس اُمت کے دَور میں ایسے اَمراض شاید پیدا ہونے والے تھے زیادہ تعداد میں جن کا علاج یہ ہے خون نکلواتے رہنا سینگی لگواتے رہنا۔ اَور

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۹ [2] ایضاً [3] ایضاً

سینگی میں جتنا خون نکلتا ہے اُتنا نکلوانا بس یہ علاج ہے اِس سے زیادہ نکلوائے گا اگر تو وہ بھی ٹھیک نہیں ہے اُس سے اَور طرح کی بات ہوجائے گی پیدا، اَور سینگی لگوانے میں جتنا نکلتا تھا اُتنا نکلوائے گا خون تو اُس سے شفاء حاصل ہوگی اَور فائدہ ہوگا اِتنا، دو جگہوں کے بارے میں فرماتے ہیں سَر اَور مونڈھوں کے درمیان بَیْنَ الْکَتِفَیْنِ یہ دو جگہیں ایسی ہیں کہ اِن پر اگر عمل کیا جاتا رہے تو کوئی بیماری نہیں پیدا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کے احکام اَور اِرشادات پر عمل کی توفیق دے اَور آخرت میں ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ (اختتامی دُعاء)

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

☆ اَنبیاء علیہم السلام اِنسان ہوتے ہیں جو بشری لوازم ہیں اِن میں بھی پائے جاتے ہیں ، وہ بھوک ، پیاس ، سردی گرمی ، نیند ، بیماری ، دُکھ ، درد ، محبتِ اَولاد ، نفرت اَز اَعداء وغیرہ اَوصافِ بشریہ میں مثل تمام اِنسانوں کے ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ بھی مثل تمام اِنسانوں کے احکامِ خداوندی کے مکلّف ہیں ، وہ مثل فرشتوں اور اَرواحِ قدسیہ کے اُن احساساتِ بشریہ اَور خواہشاتِ نفسانیہ سے منزہ اور بے لوث نہیں ہوتے بلکہ بسا اَوقات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے قوی اور اِستعدادتِ بشریہ عام اِنسانوں سے بدرجہا زائد ہوتے ہیں ، لیکن انبیاء علیہم السلام میں خیر اور خشیتِ الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے حضور دائمی جناب باری عزوجل اسمہٗ کا حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے خیر کی رغبت اَور شرور سے نفرت اور دُوری رہتی ہے ۔ اگر کبھی کبھی بمقتضائے طبیعت یا وساوس شیطانیہ کسی معصیت کی طرف میلان ہوتا ہے ، تو حفاظت خداوندی اَور نگہبانی ربانی رُکاوٹ پیدا کر دیتی ہے اور بیچ میں حائل ہو جاتی ہے ، اِس حیلولہ اور رُکاوٹ کا نام عصمت ہے بخلاف فرشوں کی معصومیت کے کہ اُن کے یہاں ایسی خواہشات کا مادّہ ہی نہیں ہوتا ، اُن کا معصوم ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ بچے اور عنین میں جماع اَور رغبت الی النساء کا مادّہ ہی نہیں ہے اِس لیے اُن کو معصوم کہنا حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے ۔

☆ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں عصمت گناہوں اور اُن اعمال کے متعلق ہوتی ہے جو کہ اَز قبیل جوارح یا عمل قلب ہیں ، اَور جو چیز اَز قبیل علم اَو زرائے ہیں اُن میں عصمت کو دخل نہیں ہے ممکن ہے کہ پیغمبر کی کوئی رائے غلط ہو ، البتہ اِس کو جب کبھی عملی جامہ پہننے کا موقع آتا ہے تو وہاں عصمتِ خداوندی آکر حائل ہو جاتی ہے اَور رائے کی غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے بشرطیکہ وہ عمل اَز قسم معاصی ہو ، اور اگر وہ عمل درجہ معصیت نہیں رکھتا ہے بلکہ از قسم ترکِ اَولیٰ یا بعض درجہ والوں کے لیے معصیت نہیں ہے ، یا قسم صغائر ہے تو وہاں عمل کے وقت میں بھی عصمت رُکاوٹ نہیں ڈالتی ، ہاں چونکہ پیغمبری کے درجہ والوں کے لیے وہ سیئہ تھی اِس پر مواخذہ

الوہیت ہوتا ہے جیسا کہ بعض صغائر پر مقربین کی گرفت ہو جاتی ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ انبیاء سابقین پر گرفتیں اِسی قسم کی ہیں۔

☆ سورہ تحریم میں جو واقعہ پیش آیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی کہ اب سے حضرت زینبؓ کے یہاں کا شہد نہ پیوں گا یا اَب سے اپنی مملوکہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہم بستر نہ ہوں گا، یہ دونوں چیزیں اَز قسم معصیت ہی نہیں، دُوسری اَزواج کو خوش کرنے کی بنا پر یہ عمل کیا گیا تھا جو کہ آپ جیسے اُولوالعزم مقرب کے مقامِ عالی کے مناسب نہ تھا، اِس لیے اِس پر عتاب کیا گیا لٰہذا یہ بات عصمت میں آتی ہی نہیں۔

☆ یہ بات دُوسری ہے کہ بارگاہِ خداوندی کسی اَمر پر گرفت فرمائے، اُس کو حق ہے کہ صغائر اور خلافِ اَولی پر بھی گرفت کر بیٹھے، یہ ضروری نہیں کہ معصیت ہی پر گرفت کیا کرے، لفظ اِنشاء اللہ نہ کہنے پر گرفت کا ہونا بھی اِسی قبیل ترکِ اَولی ہے، خصوصاً اُس وقت میں جبکہ اِس کے متعلق کوئی حکم نہیں آیا تھا۔

سردار انبیاء علیہم السلام کا منصبِ اعلیٰ اِس کا مقتضی تھا کہ وہ تمام اُمور کو اللہ تعالیٰ پر مفوض فرماتے مگر آپ ﷺ بھول گئے۔ آپ ﷺ کے اِس نسیان پر عتاب آمیز کلمات اَور اِمْسَاکُ عَنِ الْوَحْیِ بطورِ تادیب و اِرشاد عمل میں لائے گئے، آج بالاتفاق نہ تو سہو اور نسیان گناہ ہے اَور نہ قصداً ترکِ اِنشاء اللہ معصیت ہے نہ کبیرہ نہ صغیرہ۔

☆ قبطی کا قتل یقیناً قبل اَعطائے نبوت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے ہجرت فرمانے پر راستہ میں طور پر عنایت فرمائی گئی اور یہ واقعہ قبطی کے قتل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے کا سبب ہے جس کا تقدم اظہر من الشمس ہے، سورۂ قصص میں اَعطائے حکم اور علم کا اِس سے قبل ذکر کرنا تقدمِ زمانی کا موجب نہیں ہے کَمَا ذَکَرَہٗ اَرْبَابُ التَّفْسِیْرِ۔

☆ اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام وزیر اور خلیفہ تھے اور اِن کو نبوت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا ہی سے ملی مگر جب نبوت دے دی گئی تو حسبِ قاعدہ کلیہ اَلشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ تمام نبوت کے لوازم کا تسلیم کرنا ضروری ہے، باز پرس کا حق اُسی درجہ میں تسلیم کیا جا سکتا ہے جس درجہ میں لوازمِ نبوت کا ثبوت رکھا گیا ہو، نیز بڑے بھائی ہونے کا بھی احترام کیا گیا ہو جو کہ یٰہَارُوْنُ مَامَنَعَکَ اِذْ

رَأَیْتَھُمْ ضَلُّوْآ o اَنْ لَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ تک ہی ہوسکتا ہے۔ اخذ راْس، اخذ لحیۃ اَور ''جر'' باز پرس میں سے نہیں ہیں علی ہذا القیاس، القاءِ الواح کو وضع کے معنٰی میں لینا تحریفِ معنوی سے جدا نہیں۔

☆ کسی عمل کے طاعت اَور معصیت ہونے کا مدار نیت ہی پر ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ (الحدیث) نص صریح ہے، نیز حدیث اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (اوکما قال) پس وہ اعمال جوکہ سہوًا یا خطأً یا غلط فہمی سے صادر ہوں وہ درحقیقت معصیت نہ ہوں گے (جبکہ نیت میں فساد اَور نافرمانی نہ ہو) اگرچہ صورتِ معصیت پر کبھی مواخذہ بھی ہوجائے فَاِنَّ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ نزدیکاں رابیش بود حیرانی، یقینًا حضرت موسٰی علیہ السلام کی نیت اِن معاملات میں صحیح تھی، حُبِّ خداوندی اور غیرتِ دینی اِن اسباب اور اعمال کے موجبات ہیں اِس لیے تحملات اور تکلفات کا اِرتکاب بے محل ہے جس سے تحریف معنوی کا بہت بڑا دروازہ کھلتا ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام کو معیارِ حق قرار دینا اَور اِس کو جزوِ ایمان سمجھنا کسی نص صریح میں وَارد ہے یا عقلی قضیہ ہے؟ یعنی جس طرح ''**محمد رسول اللّٰہ** ﷺ'' نص صریح ہے کیا ''**محمد معیار للحق**'' بھی کسی نص میں وارد ہے، کہ اِس کو جزوِ ایمان بنایا جائے یا نہیں؟ یا کسی نص میں وارد ہے اَلنَّبِیُّ مِعْیَارٌ لِلْحَقِّ یا کہیں فرمایا گیا: اَلْاَنْبِیَاءُ مِعْیَارٌ لِلْحَقِّ اگر نص صریح میں وارد نہیں ہے بلکہ عقل صحیح اور دلائل صریحہ اِس کے باعث ہیں تو کیا ''رسالت'' اور ''معیارِ حق'' میں نسبت مساوات ہے تاکہ یہ کہا جاسکے : کُلُّ نَبِیٍّ مِعْیَارٌ لِلْحَقِّ اور کُلُّ مِعْیَارٍ لِلْحَقِّ نَبِیٌّ اور اِسی طرح قضیہ کہا جاسکے گا لَاشَیْءَ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ اِلَّاوَھُوَ مِعْیَارٌ لِلْحَقِّ اور لَاشَیْءَ مِنْ مِعْیَارٍ لِلْحَقِّ اِلَّاوَھُوَ نَبِیٌّ یا ان دونوں میں نسبت عموم وخصوص مطلق ہے یعنی کل نبی معیار للحق کہنا مُسلَّم ہے مگر کُلُّ مِعْیَارٍ لِلْحَقِّ نَبِیٌّ غیر لازم التسلیم ہے کیوں نہیں ہوسکتا کہ کوئی معیارِ حق ہو اَور وہ نبی نہ ہو۔

☆ اگر ''عصمت'' معاصی اور غلطیوں سے تحفظ کی ذمہ دار ہے تو ''رضائے خداوندی'' کیوں ذمہ دار نہ ہوگی اَور خصوصاً جبکہ اِس کی خبر علام الغیوب نے دی ہو جس کے سامنے اَزل اَور اَبد کی تمام کائنات حاضر ہیں کوئی چیز اُس سے چھپ نہیں سکتی۔ سابقین اوّلین کے متعلق آیات وارِدہ پر غور فرمائیے کس طرح اللہ تعالٰی نے اِن سے اپنی رضا کی تصریح فرمائی ہے۔ ✿ ✿ ✿

﴿ علمی مضامین : سلسلہ نمبر ۳۵ قسط : ۲ ، آخری ﴾

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

صرف امام اَور منفرد ہی کا سورۂ فاتحہ پڑھنا اَور دُنیا بھر میں بیس رکعت تراویح اَور اُس کے دلائل [۱]

اَب آثارِ صحابہ و تابعین ملاحظہ فرمائیں : کچھ تو وہ روایات ہیں جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوٰی میں دی ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مؤطا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت دی ہے اُنہوں نے فرمایا کہ

''جس شخص نے کوئی رکعت بغیر (سورہ فاتحہ) پڑھے اَدا کی تو اُس کی نماز نہیں ہوئی سوائے اِس کے کہ وہ امام کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہو۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب دریافت کیا جاتا تھا کہ امام کے پیچھے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کیا وہ پڑھے گا؟ تو وہ فرماتے تھے کہ

''جب کوئی امام کے پیچھے پڑھتا ہو تو اُسے امام کا پڑھنا کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے تو اُسے پڑھنا چاہیے۔''

---

[۱] زیرِ نظر دُوسری قسط حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہ العزیز کی غیر مطبوعہ عربی تحریر بعنوان ''رَدُّ مَا کَتَبَ اَبُوْ خَالِدٍ عَبْدُالْوَکِیْلِ الْھَاشِمِیُّ'' کا مختصر ترجمہ ہے جو خود اُن ہی کا کیا ہوا ہے۔ اِس میں حضرتؒ نے فاتحہ خلف الامام اور بیس رکعت تراویح کے اثبات کے دلائل جمع فرمائیں ہیں۔ یہ ضروری وضاحت پہلی قسط میں نہیں ہو سکی اَب اِس کی تلافی کر دی گئی ہے۔ (ادارہ)

وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے نہیں پڑھا کرتے تھے۔''

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ نماز میں پڑھنے کا مسئلہ پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ :

''امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں نہ پڑھے۔''

حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے پڑھنے کا مسئلہ پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ

''قرآن پاک کی طرف خاموشی سے دھیان لگاؤ کیونکہ نماز میں خاص مشغولیت ہونی ضروری ہے (توجہ الی اللہ) اور امام پڑھنے کے لیے کافی ہے۔'' (فتاوی کبرٰی ابن تیمیہ ص ۱۷۱ ج ۲)

اور ابن مسعود اور زید بن ثابت دونوں حضرات اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے فقیہ ہیں اور صحابی ہیں۔

آثارِ صحابہ و تابعین میں وہ روایات بھی ہیں جو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عظیم الشان کتاب مصنف میں لکھی ہیں اُور ابن ابی شیبہ بہت بڑے بڑے ائمہ حدیث میں سے ایک بڑے امام ہیں ان کی قابل افتخار چیز جس میں وہ دیگر ائمہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں یہ ہے کہ

وہ امام بخاری مسلم ابوداؤد ابن ماجہ اور بے شمار علماء کے اُستاد ہیں اِنہوں نے اپنی کتاب '' مُصَنَّفْ '' میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے

''وہ حضرات جنہوں نے امام کے پیچھے پڑھنا مکروہ جانا ہے''

ابو اُکَیمہؒ نے بتلایا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ

''جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی گمان یہ کہ یہ صبح کی نماز تھی جب آپ نے ادا فرمائی تو دریافت فرمایا کہ تم میں سے کسی نے پڑھا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ میں نے پڑھا ہے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا (جب ہی تو میں دل میں) کہہ رہا ہوں کیا وجہ ہے جو قرآن پاک (کے پڑھنے) میں مجھ سے کھینچا تانی کی جارہی ہے''۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

''جناب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پڑھی ہے لوگوں میں ایک صاحب نے عرض کیا میں نے۔ فرمایا میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے میرے پڑھنے میں تشویش پیدا کی ہے۔''

حضرت عبداللہ رضی عنہ کے پاس ایک شخص نے آکر پوچھا کیا میں امام کے پیچھے پڑھوں؟ اِس سے حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ

''نماز میں (توجہ الی اللہ کی) مشغولیت ہوتی ہے۔ اور اِس (قراءت) کے لیے تمہارے واسطے امام کافی ہے۔'' (مصنف ص ۱۳۸ ج ۲)

یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں عن منصور عن ابی وائل آئی ہے اور یہ صحیح بخاری کے رجال ہیں۔ اور صحیح السند ہے۔[۱]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''میرا جی چاہتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو اُس کے منہ میں اَنگارہ ہو۔''

اِس روایت کی سند صحیح و جلیل الشان ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''تمہارے لیے امام کا پڑھنا کافی ہے''۔ یہ روایت مرسل صحیح السند ہے۔

حضرت اَسودؒ [۲] نے فرمایا :

---

[۱] سب روایات کے رجال پر عربی عبارت میں تفصیل موجود ہے۔

[۲] ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اَسود بن یزید بن قیس ابو عمرو النخعی جو امام ہیں زاہد ہیں عابد ہیں عالمِ کوفہ اور عالمِ کوفہ حضرت علقمہ کے بھتیجے ابراھیم النخعی الفقیہ کے ماموں اور عبدالرحمٰن بن یزید کے بھائی ہیں حضرت معاذ، ابن مسعود، حذیفہ، بلال اور بڑے بڑے حضرات سے روایات لی ہیں۔ اِن سے اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن اور ابراہیم نے اور ابواسحٰق سبیعی اور متعدد حضرات نے روایات لی ہیں۔ (باقی حاشیہ اَگلے صفحہ پر)

''یقیناً یہ بات کہ میں اَنگارہ منہ میں لوں یہ مجھے پسند ہوگا بہ نسبت اِس کے کہ میں امام کے پیچھے یہ جانتے ہوئے کہ وہ پڑھ رہا ہے پڑھوں۔''

حافظ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے آثار السنن میں فرمایا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷) اور عبادت وحج میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ ابوحمزہؒ نے بیان کیا ہے کہ اَسود بن یزید نے اَسّی بار سفر حج اور عمرہ کیا ہے حج جدا اَور عمرہ جدا، اِسی طرح اُن کے بیٹے نے بھی کیا ہے۔ اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن بن اَسود ہر دن سات سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ اپنے اہل خانہ میں سب سے کم مجاہدہ کرنے والے ہیں اور اَسود رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔ ۷۵ھ میں یا اِس کے قریب قریب اِن کی وفات ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۵۰ ج ۱)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہا نے تہذیب التہذیب میں اِن کے اساتذہ میں حضرت عائشہ، ابوالسنابل بن بعلک، ابومحذورہ اَور ابوموسیٰ وغیرہم کے اسماء بھی گنائے ہیں۔

لیکن بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے بہت ہی قریب تھے۔ امام بخاریؒ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ اسودؒ نے فرمایا کہ مجھ سے ابن زبیرؓ نے کہا کہ حضرت عائشہ تم سے ایسی حدیثیں بھی بہت سناتی رہتی تھیں جو دُوسرے شاگردوں سے مخفی رکھتی تھیں تو کعبۃ اللہ کے بارے میں تمہیں اُنہوں نے کیا بتلایا ہے۔ میں نے کہا کہ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ اگر ایسا نہ ہوتا کہ تمہاری قوم کا زمانہ........ ابن زبیر درمیان میں بولے...... کفر کے (قریب نہ ہوتا) تو میں کعبۃ اللہ کی عمارت شہید کر کے دو دروازے بنا دیتا ایک وہ دروازہ کہ جس سے لوگ داخل ہوں اَور ایک وہ کہ جس سے نکلیں........... تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کر دیا۔ (باب من ترک بعض الاختیار ص ۲۴ ج ۱ بخاری) اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت اَسود رحمۃ اللہ علیہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علوم کے راز دار شاگرد تھے اَور اِنہوں نے اپنے علم کی صحت وتقویت کے لیے حضرت اسودؒ کا انتخاب کیا۔

کعبۃ اللہ کی عمارت یزید کے لشکر کشی کے وقت کمزور پڑ گئی تھی یزید کی موت کے بعد اُس کے لشکر کو شکست ہوگئی تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اِسے بنانے کا اِرادہ کیا تو اِس طرح اِس کی عمارت اُٹھائی جس بنیاد پر جناب رسول اللہ ﷺ بنانی چاہتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنیاد پر، جیسے کہ امام بخاریؒ نے باب فضل مکة و بنیا نها میں روایت بیان فرمائی ہے۔ (ص ۲۱۵، ج ۱)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''امام کے پیچھے نہ پڑھے چاہے وہ آواز سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ بلا آواز۔'' یہ روایت صحیح السند ہے۔

دُوسری حدیث میں فرمایا :

''جو امام کے پیچھے پڑھے اُس کی نماز نہیں ہوئی۔'' یہ روایت صحیح السند ہے۔

اور امام مسلمؒ نے عطا ر بن یسار سے روایت فرمائی ہے کہ اُنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ نماز میں قراءت کا مسئلہ دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ

''امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں پڑھنا نہیں ہوتا۔''

حضرت اسودؒ نے فرمایا :

''میرا دل چاہتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اُس کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔''

حافظ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے آثار السنن میں فرمایا ہے کہ اِس کی سند صحیح ہے۔

اِس روایت کی دُوسری سند وہ ہے جو عربی متن میں ہے اور تیسری سند یہ ہے عبد الرزاق عن الثوری عن الاعمش عن ابراھیم عن الاسود (مصنف عبدالرزاق ص ۱۳۸، ج ۲) یہ دونوں سندیں بخاری شریف کی ہیں۔

ابو بشر نے حضرت سعید بن جبیر سے قراءت خلف الامام کا مسئلہ پوچھا، فرمایا :

''امام کے پیچھے پڑھنا نہیں ہوتا۔'' آثار السنن میں حافظ نیمویؒ نے فرمایا کہ اِس روایت کے راوی صحیحین کے رجال ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اِس سند سے روایت دی ہے۔ (ص ۲۴۹)

حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا :

''امام کے لیے توجہ کے ساتھ خاموش رہو۔'' حافظ نیمویؒ نے آثار السنن میں فرمایا ہے کہ یہ صحیح السند ہے۔

امام محمد بن سیرینؒ نے فرمایا :

''میں نہیں جانتا کہ امام کے پیچھے پڑھنا سنت ہو۔'' حافظ نیمویؒ نے اِسے صحیح السند فرمایا ہے

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے پڑھنا مکروہ بتلاتے اور فرماتے تھے کہ :
''تمہارے لیے امام کا پڑھنا کافی ہے'' میں عرض کرتا ہوں کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے

ولید بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سوید بن غفلہؒ [1] سے دریافت کیا: کیا میں امام کے پیچھے ظہر اور عصر میں پڑھا کروں، فرمایا: ''نہیں'' حافظ نیمویؒ نے فرمایا یہ صحیح السند ہے۔

اِس قسم کی روایات عبد الرزاقؒ نے بھی لکھی ہیں جو ایک بلند پایہ محدث ہیں اُن کی جلالتِ قدر پر سب کا اتفاق ہے۔ اُنہیں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خزانۂ علم'' کہا ہے۔ اُن کے **بحر موّاج** سے بڑے بڑے ائمہ حدیث سیراب ہوئے ہیں اَور فقہائے اُمت کی ایک جماعت جیسے **احمد بن حنبل**ؒ اَور **اسحاقؒ بن راھویہ** وہ بلند مرتبہ ثقات میں ہیں۔ اِمام بخاریؒ اِمام مسلمؒ اَور سب اصحابِ اصول نے اِن سے روایات لی ہیں۔

وہ اپنی کتاب ''**مُصَنَّفْ عبد الرزاق**'' میں فرماتے ہیں **ابو اسحاق**ؒ نے فرمایا کہ
''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد اِمام کے پیچھے نہیں پڑھا کرتے تھے۔''
اَور زید بن اسلم نے فرمایا کہ
''حضرت عبداللہ عمر امام کے پیچھے پڑھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔'' اِن دونوں روایتوں کی سندیں اِمام بخاریؒ کی صحیح بخاری کی سندیں ہیں۔

---

[1] حضرت سوید بن غفلۃ نخعی کوفی جو معمر گزرے ہیں عام فیل میں یا اُس سے دو سال بعد پیدا ہوئے مسلمان ہوئے تو بوڑھے ہو چکے تھے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا تو اُس وقت پہنچے کہ جب صحابۂ کرام جناب رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے یرموک کے معرکہ میں شریک ہوئے اِنہوں نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت علی حضرت اُبی رضی اللہ عنہم سے اور بہت سے صحابۂ کرام سے حدیثیں روایت فرمائی ہیں اور اِن سے حضرت ابراہیم نخعی سلمۃ بن کُھیل، عبدۃ ابن ابی لبابۃ اور دیگر حضرات نے روایات اَخذ کی ہیں وہ ثقہ تھے، نبیل عابد زاہد اور صاحب قناعت تھے بہت تھوڑے پر قناعت فرماتے تھے بڑے عالی مقام بزرگ تھے اِن کی کنیت ابواُمیہ ہے۔ اِن کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی (تذکرۃ الحفاظ ص ۵۳ ج ۱) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ۸۰ھ میں وفات پائی اُس وقت اِن کی عمر ایک سو تیس سال تھی (تقریب التھذیب ص ۱۴۱)

ابنِ ذکوانؒ حضرت زید بن ثابت اَورحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ
''یہ دونوں حضرات قراءت خلف الامام نہیں کیا کرتے تھے''۔ یہ روایت صحیح السند ہے۔
حضرت عبیداللہ بن مقسم نے فرمایا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔
''کیا اِمام کے پیچھے آپ ظہر اَور عصر کی نمازوں میں کچھ پڑھتے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا
''نہیں''۔ یہ سند صحیح ہے۔ اِس سند سے اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۳۷۵
پر روایت دی ہے۔
اَنس بن سیرین فرماتے ہیں ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:
''کیا میں امام کے ساتھ پڑھوں اُنہوں نے فرمایا: تم بڑے موٹے پیٹ کے ہو۔ بس
اِمام کا پڑھنا ہوتا ہے''۔ یہ روایت صحیح السند ہے۔
بیہقی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے:
''تمہارے لیے اِمام کا پڑھنا کافی ہے'' کتاب القراءۃ ص ۱۲۵۔ اَور جیسا کہ فتاوی ابن
تیمیہ سے منقول عبارت میں گزرا۔
حضرت علقمہ بن قیسؒ نے فرمایا :
''میرا دِل چاہتا ہے کہ جو آدمی قراءۃ خلف الامام کرتا ہو اُس کے منہ میں بھر دی جائے۔
میرا خیال ہے اُنہوں نے فرمایا کہ مٹی یا گرم پتھریاں''۔ اِس روایت کے سب راوی
صحیح بخاری کے ہیں۔

آپ غور فرمائیں تو حضرت سعدؓ کی روایت اَور حضرت اَسود اور علقمہ کی روایات یہ بتلا رہی ہیں کہ صحابۂ کرام قراءۃ خلف الامام نہیں کیا کرتے تھے اَور اِس جیسی بات ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں گزری ہے جو زُہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کر کے اُنہوں نے بیان کی تھی۔

عبداللہ ابن ابی لیلیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ اِرشاد فرماتے تھے:
''جو قراءۃ خلف الامام کرتا ہے وہ فطری اَمر (یا اِسلامی حکم) میں غلطی کر رہا ہے''
(فطرت اِسلام کے معنی میں بھی آتا ہے)

یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے کہ :

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمائی کہ ''اِمام کے پیچھے نہ پڑھا کرو''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا : فطرت (یا دینِ اِسلام) میں یہ بات نہیں ہے کہ اِمام کے ساتھ پڑھے۔ محمد بن عجلان مرسلاً نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''جو اِمام کے ساتھ پڑھے وہ فطرت پر نہیں ہے''۔

اُنہوں نے کہا کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''اُس کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔''

اَور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو قراءۃ خلف الامام کرتا ہے اُس کے منہ میں پتھر ہو''۔ یہ اَثر مرسل جید الاسناد ہے۔

یہ اِس قسم کی باتیں ہیں جیسے کہ ابن تیمیہ سے ہم نے نقل کیا کہ ''یہ سفاہت کی بات ہے شریعت اِس سے منزہ ہے۔''

یہ اَحادیثِ صحیحہ مرفوعہ اَور روایات حنفی حضرات کی دلیلیں ہیں یہ حجتِ بالغہ اَور غالب و واضح دلیلیں ہیں۔ اِسی وجہ سے حنفی حضرات نے مقتدی کو اِمام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے اَور اِسے مکروہ قرار دیا ہے۔ اَور اِن دلائل کو باطل کرنا قیامت تک ممکن نہیں۔

☆

دُوسرا مسئلہ

ابو خالد صاحب نے پھر یہ فتوی لکھا ہے کہ تراویح آٹھ رکعات ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو بخاری میں آئی ہے اُنہوں نے اِستدلال کیا ہے۔ ابو خالد صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اضطراب ہے (کہیں کچھ منقول ہے اَور کہیں کچھ) اِمام بخاریؒ نے ایک حدیث میں اُن سے یہ نقل کیا ہے کہ :

''جنابِ رسول اللہ ﷺ نہ رمضان میں نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، چار رکعات پڑھتے تھے اُن کی خوبصورتی اَور درازی مت پوچھو۔

پھر چار پڑھتے تھے اُن کی خوبی اور درازی مت پوچھو پھر تین پڑھتے تھے۔''

(بخاری ص ۱۵۴ج ا باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان و غیرہٖ)

اَور اُن سے ہی روایت ہے کہ :

''جنابِ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اُن میں وتر اَور فجر کی دو رکعتیں شامل ہوتی تھیں۔'' (البخاری ص ۱۵۳ بَابُ کَیْفَ کَانَ صَلَاۃُ اللَّیْلِ وَکَیْفَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ)

اِن دو حدیثوں سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ شب گیارہ رکعتیں ہوتی تھیں اَور فجر کی دو رکعتوں سمیت تیرہ ہوتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک اَور حدیث میں روایت ہے کہ :

جنابِ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر جب اَذان سن لیتے تھے تو دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔''(بخاری ص ۱۵۶ بَابُ تَعَاھُدِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاھَا تَطَوُّعًا)

اِس حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی اَور فجر کی دو رکعات سمیت پندرہ رکعتیں ہو جاتی تھیں۔ اِسی کا نام '' اضطراب'' ہے کیونکہ پہلی حدیث کی رُو سے رسول اللہ ﷺ کی نماز تیرہ رکعت تھی اور اس حدیث کی رُو سے پندرہ رکعت ہوتی ہے۔ اَور یہ روایتیں بخاری ہی میں موجود ہیں جیسے کہ آپ کے سامنے ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک اَور روایت میں آتا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ :

''جنابِ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں اَور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں اَور دو رکعتیں اَذان و اقامت کے درمیان پڑھیں اَور اِن دو رکعتوں کو آپ کبھی بھی نہیں چھوڑا کرتے تھے۔''

(بخاری ص ۱۵۵ بَابُ الْمُدَاوَمَۃِ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ)

اِس حدیث میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو تعداد بتلائی ہے اُس سے وتر سمیت پندرہ

رکعتیں ہوتی ہیں لہٰذا جس نے بھی حضرت عائشہؓ کی روایت سے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا آٹھ ہی رکعت میں حصر کیا ہے اُس نے غلطی کھائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس اُن کے مکان میں رات گزاری تو اُنہوں نے یہ بتلایا ہے کہ

''جنابِ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر اَدا کیے۔ پھر آپ لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آیا تو آپ نے کھڑے ہو کر دو خفیف رکعتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے صبح کی نماز اَدا فرمائی۔

(بخاری ص ۱۶۰ بَابُ اِسْتِعَانَةِ الْیَدِ فِی الصَّلٰوةِ اِذَا کَانَ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوةِ)

اِس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں سمیت سترہ رکعتیں پڑھی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اَور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے صحیح بخاری ہی میں یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ پڑھا کرتے تھے اَور یہ حصر کرنا باطل ہوگیا کہ گیارہ ہی رکعتیں ہی پڑھا کرتے تھے۔

(۱) لہٰذا اِن روایات کے علاوہ اُن دُوسری روایات کی طرف رُجوع کرنا ضروری ہوگا جنہیں صحابہ کرام اسلاف وتابعین اَور فقہاء محدثین نے لیا ہے اَور اِس کی چند صورتیں ہیں اُن میں سے کوئی صورت اِختیار کرلے۔

(۲) دُوسری بات یہ ہے کہ اُن کی حدیث میں ''غیر رمضان'' کا جملہ آیا ہے۔ یہ جملہ ہی یہ بتلا رہا ہے کہ حدیث میں اُن کی مراد تہجد ہے کیونکہ ''غیر رمضان'' میں جو نماز ہوتی ہے وہ تہجد ہی ہوتی ہے اَور تراویح صرف رمضان میں ہوتی ہے۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت سے نمازِ تراویح کی رکعتوں پر استدلال کرنا ہی صحیح نہیں ہے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر غیر مقلدوں کا (جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں) بھی عمل نہیں ہے کیونکہ وہ آٹھ رکعتیں دو دو رکعت کرکے پڑھتے ہیں نہ کہ چار چار۔ نیز وہ اِس نماز کو عشاء

کی نماز کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں پھر اگر وہ تہجد کے وقت تہجد بھی پڑھتے ہیں تو آٹھ کہاں رہیں آٹھ سے بڑھ جائیں گی یہ اُن کے اپنے ہی دعوی کے خلاف عمل ہوگا اَور اُن میں جو تہجد نہیں پڑھتا تو وہ افضل وقت چھوڑتا ہے آسان راہ اِختیار کرتا ہے اَور سنت چھوڑتا ہے۔

(۴) اِن راتوں کی آخری شب جناب ِرسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا کہ ''میں نے جو کچھ تم کرتے رہے ہو دیکھا ہے اَور میں سمجھ گیا تھا (لیکن) اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ سب سے افضل نماز اِنسان کی وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے (کہ وہ مسجد میں افضل ہے)۔'' (بخاری ص ۱۰۱ ج ۱ بَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ).

اِس حدیث سے جو بات ظاہرًا سمجھ میں آرہی ہے وہ یہ ہے کہ جناب ِرسول اللہ ﷺ '' فَصَلُّوْا'' فرما کر اُنہیں گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اَور اَمر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ لہٰذا اُن لوگوں پر جو اپنا نام اہلِ حدیث رکھتے ہیں یہ واجب ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں نہ کہ مسجد میں۔

رہا ہمارے نزدیک تو ہم وہ راہ اختیار کرتے ہیں جو اُن صحابہ کرام نے اختیار فرمائی کہ جنہوں نے جناب ِرسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے ساتھ رہے ہیں اَور آپ کے ساتھ نماز اَدا کی۔ اَور ہم وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جو فقہا اَور محدثین نے اختیار کیا اَور ہم سلف کی پیروی کرتے ہیں۔

(۵) یہ بھی غور کریں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ مبارکہ میں موجود تھیں اُنہوں نے رد نہیں کیا اور اُن کی پوری زندگی میں بیس رکعت تراویح سے ممانعت منقول نہیں ہے۔ حالانکہ صحابہ وتابعین کا مسجد رسول اللہ ﷺ میں بیس رکعت تراویح پڑھنا اُن کے نظروں کے سامنے تھا لہٰذا اِسی پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس پر اصحاب ِرسول اللہ ﷺ کا اِتفاق ہوا۔

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں فرمایا ہے :

''قیامِ رمضان کے بارے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے بعض حضرات اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وتر سمیت اکتالیس رکعتیں پڑھے اَور یہ اہل مدینہ کا قول ہے اَور مدینہ شریف میں اُن کے یہاں اِسی پر عمل کیا جاتا ہے۔''

اَور اکثر اہل علم اِس مسلک پر ہیں جو حضرت علی اَور حضرت عمر اَور اِن حضرات کے علاوہ جناب ِ

رسول اللہ ﷺ کے دُوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیس رکعت پڑھنے کا رہا ہے۔ یہی سفیان ثوریؒ ابن المبارکؒ اَور شافعیؒ کا قول ہے۔ اَور اِمام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں اسلاف کو اِسی طرح پایا ہے کہ وہ بیس رکعتیں پڑھتے ہیں۔

اَور اِمام احمدؒ نے فرمایا : اِس مسئلہ میں کئی طرح کی روایات ہیں اُنہوں نے کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

اَور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : ''بلکہ ہم اکتالیس رکعتیں اختیار کرتے ہیں جیسے کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔'' (جامع الترمذی ص ۹۹ ج ۱ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ قِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ آخِرُ اَبْوَابِ الصَّوْمِ)۔

غرض بیس رکعت سے کم تعداد کسی کا بھی مسلک نہیں ہے۔ آج پوری دُنیا میں شرقاً غرباً ایسے لوگوں کا جو صلاح و تقوی میں مصروف ہیں اَور اُن پر اعتماد کیا جاتا ہے بیس رکعت کا عمل ہے۔ اَور اِسی پر اہلِ حرمین شریفین کا عمل ہے۔ وہ خلفاءِ راشدین حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا اتباع کرتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص آج اِن حضرات کی مخالفت کرتا ہے وہ سارے اہلِ اسلام کے مخالفت کررہا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کھڑا ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کر کے تفریق پیدا کررہا ہے اَور اُن میں فتنے ڈال رہا ہے، وہ درحقیقت اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کررہا ہے اور اپنی سہولت چاہ رہا ہے صرف اِس ایک حدیث کے عنوان سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اِضطراب کے ساتھ مروی ہے۔

٭ ٭ ٭

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۱۰

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اپنی اِس مجلس سے اُٹھے بھی نہ تھے اَور گھر والوں میں سے کوئی گھر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوا کرتی تھی جس سے سردی کے زمانے میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ پھوٹنے لگتا تھا۔ جب یہ کیفیت رفع ہوئی اور اُس وقت جو وحی اللہ جلّ شانہ' نے بھیجی وہ پوری ہوئی تو حضرت رسولِ کریم ﷺ نے ہنستے ہوئے سب سے پہلا کلمہ جو فرمایا وہ یہ تھا **یَا عَائِشَةُ اِحْمَدِی اللّٰہَ اَمَّا اللّٰہُ فَقَدْ بَرَّاَكِ** یعنی اے عائشہ! اللہ کی تعریف کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بری کردیا۔

میرے والدین نے کہا کھڑی ہو جاؤ اور آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہو اور آپ کا شکریہ ادا کرو۔ اُس وقت میں بہت زیادہ غصہ میں تھی، میں نے کہا کہ میں اِس معاملے میں نہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتی ہوں نہ اللہ کے سوا کسی کا احسان مانتی ہوں میں صرف اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہوں اُسی نے میری براءت نازل فرمائی ہے، نہ میں آپ کی تعریف کرتی ہوں نہ آپ لوگوں کی تعریف کرتی ہوں۔ آپ لوگوں نے تو بات سن کر اِس کی مخالفت کی ہی نہ تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے سلسلہ میں سورۂ نور کی دس آیات نازل ہوئیں جو اِس سورت کے دُوسرے رکوع سے شروع ہیں جن میں پہلی آیت یہ ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَاتَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ مَّااكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ .(سُورہ نور آیت ۱۱)

''جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی وہ تمہارے اَندر ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔ تم اِس بہتان کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ (انجام کے اعتبار سے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے۔

ان میں سے ہر شخص کو جتنا اُس نے کچھ کیا اُس کا گناہ ہوا اور اِن میں سے جس نے اِس بہتان میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اُس کے لیے دردناک سزا ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے کے سلسلے میں عبداللہ بن اُبی ابن ِسلول اور حضرت حسّانؓ اور حضرت مسطحؓ اور حضرت حمنہ بنتِ جحشؓ کا نام حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے، اِن میں عبداللہ بن اُبی ابن ِسلول تو منافقوں کا سردار تھا اور اُس نے اِس قصّہ کو آگے بڑھایا اور خوب اُچھالا تھا اور حضرت مسطحؓ اور حضرت حسانؓ اور حضرت حمنہؓ (عورت) یہ تینوں مخلص مسلمان تھے لیکن منافقوں کی باتوں میں آکر یہ بھی اِن کے ساتھ لگ گئے تھے۔

قرآنی ضابطہ کے مطابق تہمت لگانے والوں کے ذمہ گواہ پیش کرنا تھا لیکن وہ ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر کو لیے پھرتے تھے گواہ کہاں سے لاتے نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حدِّ قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا جاری فرمائی اور اَسّی اَسّی کوڑے لگائے تہمت لگانے کی یہ سزا بھی سورۂ نور کے پہلے رکوع میں مذکور ہے۔

آنحضرت سرورِ عالم ﷺ کے دشمنوں نے جن میں منافقین بھی تھے جو مارِ آستین بنے ہوئے تھے آپ کے خلاف اپنی ساری تدبیریں صرف کر ڈالیں اور آپ کو اَیذا پہنچانے کی جو جو صورتیں کسی کے ذہن میں آسکتی تھیں وہ سب ہی اختیار کرلیں۔ اُن کی طرف سے جو اَیذائیں آپ ﷺ کو پہنچی ہیں اُن میں شاید یہ آخری سخت اور رُوحانی ایذا تھی کہ ازواجِ مطہرات میں جو آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں اور جو مقدس ترین خاتون تھیں اُن پر اور اُن کے ساتھ حضرت صفوان بن معطلؓ جیسے مقدس صحابی پر عبداللہ ابن اُبی منافق نے تہمت گھڑی پھر اُس کو رنگ دیا اور پھیلایا۔ اِس بے اصل اور بے دلیل ہوائی تہمت کی وجہ سے حضرت اُم المؤمنین اور خود رسول اللہ ﷺ کو جو رُوحانی ایذا پہنچی تھی حق تعالیٰ شانہٗ نے اِس کے اِزالہ اَور صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے لیے وحی الٰہی کے کسی اِشارہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ قرآن کے تقریباً دو رکوع نازل فرمائے اور جو کوئی ایسی تہمت گھڑنے یا جو شخص اِس کے تذکرے میں حصّہ لے اُن سب کے لیے عذاب دینا اَور عذابِ آخرت کی وعیدیں نازل فرمائیں۔

درحقیقت اِس واقعۂ اِفک نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت وتقدس کے ساتھ اُن کی اعلیٰ

عقل وفہم کے کمالات کو بھی روشن کر دیا۔ اِسی لیے اِس واقعہ میں جو آیات مذکور ہیں اُن میں سب سے پہلی آیت میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اِس حادثہ کو اپنے لیے شر نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لیے خیر ہے، اِس سے بڑی خیر کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے آیاتِ قرآنیہ نازل فرما کر اُن کی پاکی اور نزاہت کی شہادت دی جو قیامت تک تلاوت کی جائیں گی۔

ضابطہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ جیسے ہی کچھ لوگوں نے تہمت لگائی تھی اُسی وقت اُن سے گواہ طلب کیے جاتے اور گواہ پیش نہ کر سکنے پر فوراً سزا جاری کر دی جاتی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں کیا بلکہ وحی کا انتظار فرمایا۔ اگر گواہوں کا مطالبہ فرما کر چٹ پٹ سزا جاری فرما دیتے تو ممکن تھا کہ لوگوں کے دِلوں میں یہ بدگمانی پیدا ہو جاتی کہ دیکھو اپنے گھر کا معاملہ ہے اِس کو سزا دے کر دبا رہے ہیں۔ ایسا یقین کر لینے والے کافر ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے اُن کا ایمان بچانے کے لیے خود صدمہ اُٹھایا اَور رنج و کرب کے پہاڑ برداشت کیے اَور جب بذریعہ وحی براءت نازل ہوئی تو سزا جاری فرمائی۔

آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر کسی کی بیوی پر کوئی آدمی تہمت لگا دے اور وہ جھوٹی بھی ثابت ہو جائے تب بھی وہ شخص اُس کا چرچا پسند نہ کرے گا اور نہ اُسے اپنی کتاب میں جگہ دے گا۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ اِس بات کے سمجھ لینے سے ہر صاحبِ ہوش و گوش یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید حضرت سرورِ دو عالم ﷺ کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ اگر یہ کتاب اُن کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی تو اوّل تو براءت کا اعلان فرمانے کے لیے مہینہ سوا مہینہ کا انتظار کیوں فرماتے اور مصیبت و پریشانی میں کیوں مبتلا ہوتے۔ پھر اِن آیات کو کتاب میں کیوں شامل فرماتے جن میں آپ کی چہیتی بیوی پر تہمت کا تذکرہ ہے؟

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے جو وحی آتی تھی آپ ﷺ اُس کے چھپانے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے نازل ہوتا تھا اُس کی تعلیم دیے بغیر چارہ نہ تھا۔ آپ ﷺ اللہ کی جانب سے مامور تھے۔ اگر آپ ﷺ کو کوئی آیت قرآن سے کم کرنے کا اختیار ہوتا تو اِن آیات کو کتاب اللہ میں شامل ہی نہ رہنے دیتے۔ تہمت کا واقعہ پیش آیا اِس کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اُن سے احکام معلوم ہوئے۔ اہل ایمان کو طرح طرح کی ہدایات اور نصیحتیں حاصل ہوئیں۔ یہ سب خیر ہی خیر ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَآ اَنْعَمَ.

وفات :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات منگل کی شب ۱۷؍رمضان المبارک ۵۸ھ میں ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اِن کا سن وفات ۵۷ھ ہے۔ مرض الوفات میں جو لوگ مزاج پُرسی کو آتے اور بشارت دیتے تو (آخرت کے حساب کے ڈر سے) فرماتیں کاش میں پتھر ہوتی، کاش کسی جنگل کی گھاس ہوتی۔ اِسی زمانے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اُن کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے خصائل ومناقب ذکر کیے تو فرمایا اے ابن عباسؓ رہنے دو، قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میری جان ہے میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ وفات ہو جانے پر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت واجب ہے اَور یہ بھی فرمایا کہ خدا اُن پر رحمت کرے وہ اپنے باپ کے علاوہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ وفات کے قریب وصیّت فرمائی کہ میں رات ہی دفن کردی جاؤں چنانچہ وتر نماز کے بعد جنت البقیع کے سپرد کردی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دفن کے لیے اُن کے حقیقی بھانجے حضرت عبداللہ اور عروہ اور اُن کے بھائی کے بیٹے قاسم اَور عبداللہ بن محمد بن ابی بکر اور دُوسرے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم قبر میں اُترے اور اُن کو دفنایا۔ (الاصابہ والاستیعاب) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَاَرْضَاھَا

❁ ❁ ❁

آرزو

یہی عرض کرنے کو جی چاہتا ہے
مدینہ میں مرنے کو جی چاہتا ہے

یہ کس جانِ جاناں کا فیضِ نظر ہے
کہ جی سے گزرنے کو جی چاہتا ہے

بگڑنے ہی میں عمر گزری ہے ساری
خدایا ! سنورنے کو جی چاہتا ہے

وفیات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۳؍ذی الحجہ/ ۲۱؍نومبر بروزِ ہفتہ خانقاہِ عالیہ ڈُھڈیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالجلیل صاحبؒ طویل علالت کے بعد اِنتقال فرماگئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ کے سگے بھتیجے اَور حضرت مولانا محمد اَنوری صاحب کے داماد تھے تقریباً تمام تعلیم آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی ۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے اَجل تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں ۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے چچا کے دامن اِرادت سے وابستہ ہوئے اَور بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا ۔ آپ ایک انتہائی مرتاض بزرگ تھے ہمہ وقت ذکر ومراقبہ میں مصروف رہتے تھے طویل عرصہ سے خانقاہِ عالیہ ڈُھڈیاں شریف کو آباد کیے ہوئے تھے ۔ آپ کی عمر مبارک تقریباً ۹۳ سال تھی انتہائی کمزور ہو چکے تھے آپ کی وفات سے رُوحانی دُنیا میں ایک بڑا خلاء پیدا ہوگیا ہے جو برسوں بھی پُر نہ ہو سکے گا ۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی رضا و رِضوان سے نوازے اَور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اُستاذ الحدیث دارالعلوم دیو بند حضرت مولانا قاری سیّد محمد عثمان صاحب منصور پوری کی والدہ ماجدہ اور مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری کی دادی صاحبہ ۲؍ذیقعدہ کو مختصر علالت کے بعد دیو بند میں وفات پاگئیں

جامعہ فرقانیہ للبنات وجامعہ حنفیہ مسجد جانی شاہ لٹن روڈ کے مہتمم مولانا عبدالوحید صاحب کی خوشدامن صاحبہ (اہلیہ مولانا محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں ۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین ۔

ایک زائرِ حرم کی اِلتجا

﴿ حضرت مولانا عطاء الرحمٰن عطاؔ مفتاحی، بھاگلپور، اِنڈیا ﴾

۞ ۞ ۞

کس منہ سے کروں شکر ادا میرے خدایا
مجھ جیسے گنہگار کو بھی تو نے بلایا
بخشش نے تری بڑھ کے گلے مجھ کو لگایا
ڈوبا ہوا دلدل میں گناہوں کے جو پایا
میں بندۂ ناپاک خدایا ترا گھر پاک
بس پاک بنا دے مجھے جب دَر پہ بلایا
میں ذرۂ ناچیز فرو مایۂ و ناداں
تو قادر و مختار و خطابخش خدایا
بے مانگے مجھے تو نے عطا کی ہے یہ دولت
میرا کہاں یہ منہ کہ حرم دیکھوں خدایا
میں ایسا گنہگار کہ بس عیب سراپا
تو ایسا خطاپوش کہ ہر عیب چھپایا
میں نے تو شب و روز معاصی میں گزارے
تو ڈالے رہا مجھ پہ عنایات کا سایا
جاؤں تو میں کس منہ سے ترے دَر پہ الٰہی
اَفسوس کہ میں نے تو فقط شر ہی کمایا
بدکاری و نالائقی پہچان مری ہے
پونجی ہے یہی میری یہی میرا ہے مایا

تو نے تو محبت سے بلایا مرے مولیٰ
میں نے ہی گناہوں کو فقط دوست بنایا

لیکن مرے مولیٰ تو خداوندِکرم ہے
اُس کو بھی دیا تو نے، تجھے جس نے بھلایا

تو نے جو عنایت کی نظر اپنی اُٹھائی
شیطان صفت جو تھا ولی اُس کو بنایا

بادل جو ذرا اُٹھا ترے لطف و کرم کا
بندوں کے گناہوں کے پہاڑوں کو بہایا

بس ایک نظر ایسی ہی آقا مری جانب
میرے بھی ہر اِک جرم کا جو کر دے صفایا

نااہل ہوں لائق تو نہیں فضل و کرم کے
پابندِ سبب تو بھی نہیں میرے خدایا

نااہل کو تو چاہے اگر اہل بنا دے
مفلس کو غنی کرتی ہے تیری ہی عطایا

بخشش کو تری میرے گناہ ڈھونڈ رہے ہیں
دِکھلا دے ذرا ایک جھلک اُس کی خدایا

جب دَر پہ بلایا ہے تو اپنا ہی بنا لے
پڑنے نہ دے اَب مجھ پہ کسی جرم کا سایا

اللہ مری حاضری مقبول بھی کر دے
جب تو نے کرم کر کے مجھے دَر پہ بلایا

مایوس نہیں ہے تری رحمت سے عطاؔ بھی
جیسا بھی ہے بندہ تو ہے تیرا ہی خدایا

قسط : ۱۱

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

زچہ (بچہ کی ماں) کے غسل میں تاخیر اَور نماز میں کوتاہی :

سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی ، بڑی بڑی نماز کی پابندی کرنے والی بھی بے پروائی کر جاتی ہیں حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کرے اگر غسل نقصان کرے تو تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا بہت سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں فرعون ہامان اور قارون کے ساتھ ہوگا۔

متعین اَوقات میں زچہ کی تین مرتبہ نہلانے کی رسم :

زچہ (بچہ کی ماں) کو تین مرتبہ نہلانا ضروری جانتی ہیں چھٹی کے دِن اور چھوٹا چِلّہ (دُوسرا نہان) اور بڑا چِلّہ۔ شریعت سے یہ صرف حکم تھا کہ جب خون بند ہو جائے تو نہا لے چاہے پورے چالیس دن میں خون بند ہو جائے۔ یہ شریعت کا پورا مقابلہ ہے یا نہیں۔

بعض لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ بغیر نہائے ہوئے طبیعت گھن کرتی ہے اِس لیے نہلا دیتے ہیں کہ طبیعت صاف ہو جائے اور میل کچیل صاف ہو جائے۔ لیکن یہ عذر غلط ہے اگر یہی وجہ ہوتی تو زچہ کا جب دل چاہے نہالے یہ وقتوں کی پابندی کیسی؟ کہ پانچویں دن ہی ہو پھر دسویں اور پندرھویں دن ہی ہو۔ بلکہ جب اُس کا دل چاہتا ہے تب نہیں نہلاتیں یا نہلانے سے کبھی کبھی زچہ بچہ دونوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے تب بھی نہلاتی ہیں۔ اور جب نفاس (خون) بند ہوتا ہے اُس وقت ہرگز نہیں نہلاتیں بتلاؤ یہ صریح گناہ ہے یا نہیں۔

غسل کے وقت عورتوں کا جمع ہونا :

نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہو جاتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور برادری میں دُودھ چاول یا بتاشے وغیرہ تقسیم ہوتے ہیں بھلا صاحب یہ زبردستی پخ لگانے کی کیا ضرورت۔ دو قدم پر تو گھر ہے مگر یہاں کھائیں گی وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان، اُن کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی نیت، یہ دونوں وجہیں اِس کے منع ہونے کے لیے کافی ہیں۔

غسل کے وقت دھوم دھام اَور ناچ گانا :

بعض شہروں میں آفت ہے کہ اِس تقریب میں یا خصوصیت سے غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ہوتا ہے اور کہیں ناچ ہوتا ہے کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں جن کی برائی لکھی جا چکی ہے اِن خرافات اور گناہوں کو ختم کرنا چاہیے۔

غسل کے وقت ستر اَور پردہ پوشی کی ضرورت :

مسئلہ : ناف سے لے کر رانوں کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا دُرست نہیں بعض عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں، یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے۔ چھٹی میں ننگی کر کے نہلانا اور اِس پر مجبور کرنا ہرگز دُرست نہیں۔ ناف سے رانوں تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ : جتنا بدن کو دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ اِس لیے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں، اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے۔ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ (تھیلا) پہن کر کپڑے کے اَندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔

اَچھوانی اَور سٹھورا وغیرہ تقسیم کرنے کو ضروری سمجھنا :

اَچھوانی گوند (سٹھورا) سارے کنبہ و برادری میں تقسیم ہوتا ہے۔ اِس میں بھی وہی نام ونمود دِکھلاوا اور طعن و تشنیع سے بچنے کے مفاسد اَور نماز روزہ سے بھی بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علّت موجود ہے۔ تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے۔

پیدائش کی خبر نائی کے ذریعہ پہنچانے کی رسم :

نائی خط لے کر بہو کے میکہ یا سسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اُس کو انعام دیا جاتا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ نکل سکے اُس کے لیے خاص ایک آدمی کا جانا کون سی عقل مندی کی بات ہے۔ پھر وہاں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو مگر نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے قرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے اَدا کرنا ضروری ہے اور وہی ناموری کی نیت جبراً قہراً دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں اِس لیے یہ بھی جائز نہیں۔

چند ضروری تنبیہات :

مسئلہ : مشہور ہے کہ زچہ بچہ کی ماں جب تک غسل نہ کرے اُس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا دُرست نہیں، یہ غلط ہے۔ حیض اور نفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ : بعض عوام کہتے ہیں کہ چالیس دن کے اَندر زچہ خانہ میں عورت کے پاس شوہر کو نہیں جانا چاہیے سو اِس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ : عام عورتیں زچہ کے لیے چالیس روز تک نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتیں اگر چہ پہلے ہی پاک ہو جائیں سو یہ بالکل دین کے خلاف بات ہے۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے باقی کم کی کوئی حد نہیں، جس وقت پاک ہو جائے غسل کر کے فوراً نماز شروع کر دے۔ اِسی طرح اگر چالیس دن بھی خون بند نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کر دے۔

مسئلہ : اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اَور اگر غسل نقصان کرے تو تیمّم کر کے نماز شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ (جاری ہے)

محرم الحرام کی فضیلت
اَور
منکراتِ مروجہ کی مذمت

﴿ حضرت مولانا سید مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب روزوں سے اَفضل رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم ہے (یعنی اِس کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا رمضان کے سوا اور سب مہینوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے) (مسلم شریف)۔ اور جب آنحضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، اِس لیے آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا : ''یہ کیا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا : یہ بڑا دِن ہے اِس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اُس کی قوم غرق ہوئی۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اِس کا روزہ بطورِ شکر کے رکھا تو ہم بھی اِس کا روزہ رکھتے ہیں۔ پس اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : تو ہم زیادہ حق دار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے تم سے، پھر حضور ﷺ نے اِس کا روزہ رکھا اور (دُوسروں کو) اِس کے روزہ کا حکم دیا (متفق علیہ) نیز اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : میں اُمید رکھتا ہوں حق تعالیٰ سے کہ عاشورا کا روزہ کفارہ ہو جاتا ہے اُس سال کا (یعنی اُس سال کے چھوٹے گناہوں کا) جو اِس سے پیشتر (گزر چکا) ہے۔ (مسلم شریف)

اَور حدیث شریف میں ہے کہ جب رسول خدا ﷺ نے روزہ رکھا اور اُس کے روزہ کا حکم دیا تو اُنہوں نے (یعنی صحابہؓ نے) عرض کیا کہ یہ ایسا دن ہے جس کو یہود اور نصاریٰ معظم سمجھتے ہیں، تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کو (بھی) ضرور روزہ رکھوں گا۔ (مسلم) اور اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ روزہ رکھو تم عاشورہ کا اور مخالفت کرو اِس میں یہود کی اور (وہ اِس طرح کہ) روزہ رکھو اِس سے ایک دن پہلے کا یا ایک دن بعد کا (غرض تنہا عاشورہ کا روزہ نہ رکھو، اِس سے

ایک دن پہلے کا یا بعد کا ملا لینا چاہیے) اور حدیث شریف میں ہے کہ عاشورہ کا روزہ رمضان (کے روزے فرض ہونے) سے پیشتر (بطورِ فرضیت) رکھا جاتا تھا۔

پس جب رمضان (کے روزوں کا حکم) نازل ہوا تو جس نے چاہا (عاشورا کا روزہ) رکھا اور جس نے چاہا نہ رکھا (جمع الفوائد عن الستة الا النسائی) اور اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے فراخی کی اپنے اہل وعیال پر خرچ میں عاشورہ کے دن، فراخی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر (رزق میں) تمام سال۔ (رزین و بیہقی و فی المرقاة قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَهٗ طُرُقٌ بَعْضُهَا صَحِیْحٌ وَبَعْضُهَا عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ) پس یہ دو باتیں تو کرنے کی ہیں: ایک روزہ رکھنا کہ وہ مستحب ہے، دُوسرے مصارف میں کچھ فراخی کرنا (اپنی حیثیت کے موافق) اور یہ مباح ہے۔ اِس کے علاوہ اَور سب باتیں جو اِس دن میں کی جاتی ہیں خرافات ہیں، لوگ اِس دن میلہ لگاتے ہیں اور حضرات اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مصائب کا ذکر کرتے ہیں اور اُن کا ماتم کرتے ہیں اور مرثیہ پڑھتے ہیں اور روتے چلاتے بھی ہیں اور بعض لوگ تو تعزیہ اور عَلَم وغیرہ بھی نکالتے ہیں اور اُن کے ساتھ شرک وکفر کا معاملہ کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں واجب الترک ہیں، شریعت میں اِس ماتم وغیرہ کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ اِن سب اُمور کی سخت ممانعت آئی ہے

تنبیہ :

بعض لوگ اِس روز مسجد وغیرہ میں جمع ہوکر ذکرِ شہادت وغیرہ سناتے ہیں۔ اِس میں ثقہ لوگ بھی غلطی سے شریک ہوجاتے ہیں اور بعض اہل علم بھی اِس کو جائز سمجھنے کی عظیم غلطی میں مبتلا ہیں۔ درحقیقت یہ بھی ماتم ہے گو مہذب طریقہ سے ہے کہ سینہ وغیرہ وحشی لوگوں کی طرح نہیں کوٹتے لیکن حقیقت ماتم کی یہاں بھی موجود ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ. اور اِرشاد فرمایا حق تعالیٰ نے پس جس شخص نے ذرّہ کے برابر نیکی کی وہ اُس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ کے برابر بُرائی کی وہ اُس کو دیکھ لے گا۔

چونکہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصلاح الرسوم'' میں منکرات مروجہ کی نہایت عمدہ طریق پر تفصیل کے ساتھ اِصلاح فرمائی ہے، اِس واسطے اصلاح الرسوم باب سوم کی فصل سوم سے عشرۂ محرم کی رسومِ قبیحہ کا بیان لکھا جاتا ہے۔ یہ رسوم دو قسم کی ہیں : ایک وہ جو فی نفسہٖ حرام ہیں، دوسری وہ جو فی نفسہٖ مباح تھیں مگر فسادِ عقیدہ کے سبب حرام ہوگئیں۔ دونوں کو جدا جدا بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اوّل کے منکرات :

(۱) تعزیہ بنانا : اِس کی وجہ سے طرح طرح کا فسق و شرک صادر ہوتا ہے۔ بعض جہلاء کا اعتقاد ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اِس میں حضرت امام حسینؓ رونق افروز ہیں اور اِس وجہ سے اُس کے آگے نذر و نیاز رکھتے ہیں جس کا مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہو کر کھانا حرام ہے۔ اُس کے آگے دَست بستہ تعظیم سے کھڑے ہوتے ہیں، اُس کی طرف پشت نہیں کرتے، اُس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں، اُس کے دیکھنے کو زیارت کہتے ہیں اور اِس قسم کے واہی تباہی معاملات کرتے ہیں جو صریح شرک ہیں۔ اِن معاملات کے اعتبار سے تعزیہ اِس آیت کے مضمون میں داخل ہے اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ یعنی کیا ایسی چیز کو پوجتے ہو جس کو خود تراشتے ہو۔ اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ یا تو اُس کی بے حد تعظیم و تکریم ہو رہی تھی اور یا دفعۃً اُس کو جنگل میں لے جا کر توڑ پھوڑ برابر کیا۔ معلوم نہیں آج وہ ایسا بے قدر کیوں ہو گیا، واقعی جو اَمر خلافِ شرع ہوتا ہے وہ عقل کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ بعضے نادان یوں کہتے ہیں کہ صاحب اِس کو حضرت امام عالی رضی اللہ عنہ مقام کے ساتھ نسبت ہو گئی اور اُن کا نام لگ گیا اِس لیے تعظیم کے قابل ہو گیا۔ جواب اِس کا یہ ہے کہ نسبت کی تعظیم ہونے میں کوئی کلام نہیں مگر جبکہ نسبت واقعی ہو مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی لباس ہو یا اور کوئی اُن کا تبرک ہو۔ ہمارے نزدیک بھی وہ قابل تعظیم ہیں اور جو نسبت اپنی طرف سے تراشی ہوئی ہو وہ ہرگز اسبابِ تعظیم سے نہیں ورنہ کل کو کوئی خود امام حسین رضی اللہ عنہ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے تو چاہیے کہ اِس کو اور زیادہ تعظیم کرنے لگو، حالانکہ بالیقین اُس کو گستاخ و بے اَدب قرار دے کر اُس کی سخت توہین کے درپے ہو جاؤ گے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ نسبتِ کاذبہ سے وہ شے معظم نہیں ہوئی بلکہ اِس کذب کی وجہ سے زیادہ اہانت کے قابل ہوتی ہے۔ اِس بنا پر انصاف کر لو کہ تعزیہ تعظیم کے قابل ہے یا اِہانت کے۔

(۲) معازف و مزامیر کا بجانا : اِس کی حرمت حدیث میں صاف صاف مذکور ہے اَور باب اوّل میں وہ حدیث لکھی گئی ہیں اور قطع نظر خلافِ شرع ہونے کے عقل کے بھی تو خلاف ہے۔ معازف و مزامیر تو سامانِ سرور ہیں، سامانِ غم میں اِس کے کیا معنی؟ یہ تو در پردہ خوشی منانا ہے۔ ع برچنیں دعوائے اُلفت آفریں

(۳) مجمع فساق و فجار کا جمع ہونا : اِس میں وہ فحش واقعات ہوتے ہیں کہ ناگفتہ بہ ہیں۔

(۴) نوحہ کرنا : اِس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والے اور اُس کی طرف کان لگانے والے کو۔ (ابوداؤد)

(۵) مرثیہ پڑھنا : اِس کی نسبت حدیث میں صاف ممانعت آئی ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔

(۶) اَکثر موضوع روایت پڑھنا : اِس کی نسبت احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

(۷) اِن ایام میں قصداً زینت ترک کرنا : جس کو سوگ کہتے ہیں اور حکم اِس کا شریعت میں یہ ہے کہ عورت کو صرف خاوند پر چار ماہ دس دن یا وضع حمل تک واجب ہے اور دُوسرے عزیزوں کے مرنے پر تین دن جائز ہے باقی حرام، سواَب تیرہ سوسال کے بعد یہ عمل کرنا بلا شک حرام ہے۔

(۸) کسی خاص لباس یا کسی خاص رنگ میں اظہارِ غم کرنا : ابن ماجہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک قصہ میں منقول ہے کہ ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ غم میں چادر اُتار کر صرف کُرتہ پہنے ہیں یہ وہاں غم کی اصطلاح تھی۔ آپ ﷺ نہایت ناخوش ہوئے اور فرمایا کیا جاہلیت کے کام کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو؟ میرا تو یہ اِرادہ ہوگیا تھا کہ تم پر ایسی بددُعا کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جاویں۔ پس فوراً اُن لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں اور پھر کبھی ایسا نہیں کیا۔ اِس سے ثابت ہوا کہ کوئی خاص وضع و ہیئت اظہارِ غم کے لیے بنانا حرام ہے۔

(۹) بعض لوگ اپنے بچوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتے ہیں اور اُن سے بعضے بھیک بھی منگواتے ہیں، اِس میں اعتقادی فساد تو یہ ہے کہ اِس عمل کو اِس کی طویل حیات میں مؤثر جانتے ہیں یہ صریح شرک ہے اَور بھیک مانگنا بلا اِضطرار حرام ہے۔

(۱۰) حضراتِ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اِہانت بر سر بازار کرتے ہیں، اگر ایام عذر کے واقعات جس میں کسی خاندان کی عورتوں کا ہتک ہوا ہو اِس طرح علی الاعلان گائے جاویں، اُس خاندان کے مردوں کو کس قدر غیض و غضب آئے گا۔ پھر سخت افسوس ہے کہ حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات اعلان کرنے میں غیرت بھی نہ آئے۔

اور اِس طرح کے بہت سے اُمورِ قبیحہ ہیں جو اِن دنوں میں کیے جاتے ہیں اُن کا اختیار کرنا اور ایسے مجمع میں جانا سب حرام ہے اور یہی تمام تر فضیحتیں پھر چہلم کو دُہرائی جاتی ہیں۔

قسم دوم کے منکرات :

(۱) کھچڑا یا اَور کچھ کھانا پکانا اَحباب یا مساکین کو دینا اور اِس کا ثواب امام حسین رضی اللہ عنہ کو بخش دینا، اِس کی اصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اِس دن میں اپنے عیال پر وسعت دے، اللہ تعالیٰ سال بھر تک اُس پر وسعت فرماتے ہیں۔ وسعت کی یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ بہت سے کھانے پکائے جاویں خواہ جدا جدا یا ملا کر کھچڑا میں کئی جنس مختلف ہوتی ہیں اِس لیے وہ اِس وسعت میں داخل ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دُرمختار میں ہے وَلَا بَأْسَ بِالْمُعْتَادِ خَلَطًا وَّيُوَجِّهُ جب اہل وعیال کو دیا کچھ غریب غرباء کو بھی دے دیا۔ حضرت امامین (حضرت امام حسنؓ وحضرت امام حسینؓ) کو بھی ثواب بخش دیا، مگر چونکہ لوگوں نے اِس میں طرح طرح کی رسوم کی پابندی کر لی ہے گویا خود اِس کو ایک تہوار قرار دے دیا ہے اِس لیے رسم کے طور پر کرنے سے ممانعت کی جائے گی۔ بلا پابندی اگر اِس روز کچھ فراخی خرچ میں کھانے پینے میں کر دے تو مضائقہ نہیں۔

(۲) شربت پلانا : یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا، کیونکہ جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شربت پلانے میں کیا حرج تھا؟ مگر وہی رسم کی پابندی اِس میں بھی ہے اور اِس کے علاوہ اِس میں اہل رِفض کے ساتھ تشبہ بھی ہے، اس لیے یہ بھی قابلِ ترک ہے۔ تیسرے اِس میں ایک مضمر خرابی یہ ہے کہ شربت اِس مناسبت سے تجویز کیا گیا ہے کہ حضراتِ شہدائے کربلا پیاسے شہید ہوئے تھے اور شربت مسکن عطش (پیاس بجھانے والا) ہے، اِس لیے اِس کو تجویز کیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے عقیدہ میں شربت پہنچتا ہے جس کا باطل اور خلافِ قرآن مجید ہونا فصل دوم میں مذکور ہو چکا ہے اور اگر پلانے کا ثواب پہنچتا ہے تو ثواب سب یکساں ہے، کیا صرف شربت دینے کو ثواب میں تسکینِ عطش کا خاصہ ہے۔ پھر یہ بھی اِس سے لازم آتا ہے کہ اُن کے زعم میں اَب تک شہدائے کربلا نعوذ باللہ پیاسے ہیں، یہ کس قدر بے اَدبی ہے۔ اِن مفاسد کی وجہ سے اِس سے بھی احتیاط لازم ہے۔

(۳) شہادت کا قصہ بیان کرنا : یہ بھی فی نفسہٖ چند روایات کا ذکر کر دینا ہے۔ اگر صحیح ہوں تو روایات کا بیان کر دینا فی ذاتہٖ جائز تھا مگر اِس میں یہ خرابیاں عارض ہو گئیں :

(الف) مقصود اِس بیان سے ہیجان اَور جلب غم اور گریہ وزاری کا ہوتا ہے، اِس میں صریح مقابلہ شریعتِ مطہرہ ہے کیونکہ شریعت میں ترغیبِ صبر مقصود ہے اور تعزیت سے یہی مقصود ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ

مزاحمت شریعت کی سخت معصیت اور حرام ہے، اِس لیے گریہ وزاری کو بھی قصدًا یاد کر کے لانا جائز نہیں۔ البتہ غلبۂ غم سے اگر آنسو آجائیں تو اِس میں گناہ نہیں۔

(ب) لوگوں کو اِسی لیے بلایا جاتا ہے، اور ایسے اُمور کے لیے تداعی واہتمام خود ممنوع ہے۔

(ج) اِس میں مشابہت اہل رِفض کے ساتھ بھی ہے، اِس لیے ایسی مجلس کا منعقد کرنا اور اِس میں شرکت کرنا سب ممنوع ہے۔ چنانچہ مطالب المؤمنین میں صاف منع لکھا ہے اور قواعدِ شرعیہ بھی اِس کے مشاہد ہیں اور یہ تو اُس مجلس کا ذکر ہے جس میں کوئی مضمون خلاف نہ ہو اور نہ وہاں نوحہ و ماتم ہو، اور جس میں مضامین بھی غلط ہوں یا بزرگوں کی توہین ہو یا نوحۂ حرام ہو جیسا کہ غالب اِس وقت میں ایسا ہی ہے تو اُس کا ''حرام'' ہونا ظاہر ہے اور اِس سے بدتر خود شیعہ کی مجالس میں جا کر شریک ہونا بیان سننے کے لیے یا ایک پیالہ فرینی اور دو نان کے لیے۔

'' اِصلاح الرسوم '' کا مضمون ختم ہوا۔ اَب '' زَوَالُ السِّنَةِ '' سے بعض رسومِ قبیحہ کی مذمت نقل کی جاتی ہے :

(۱) بعض لوگ اُس بچے کو منحوس سمجھتے ہیں جو محرم میں پیدا ہو، یہ بھی غلط عقیدہ ہے۔

(۲) بعض لوگ اِن ایام میں شادی کو برا سمجھتے ہیں، یہ عقیدہ بھی باطل ہے۔

(۳) بعض جگہ اِن ایام میں گُٹکہ، دَھنیا، مصالح تقسیم کرتے ہیں، یہ بھی واجب الترک ہے۔

(۴) بعض شہروں میں اِس تاریخ کو روٹیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور اُن کی تقسیم کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ چھتوں کے اُوپر کھڑے ہو کر پھینکتے ہیں جس سے کچھ تو لوگوں کے ہاتھ میں آتی ہیں اور اکثر زمین پر گر کر پَیروں میں رَوندی جاتی ہیں جس سے رزق کی بے اَدبی اور گناہ ہونا ظاہر ہے۔ حدیث شریف میں اکرامِ رزق کا حکم اور اُس کی بے احترامی سے وبال سلبِ رزق آیا ہے۔ خدا سے ڈرو اور رزق برباد مت کرو (اور بے اَدبی کے علاوہ بدعت اور ریا وغیرہ کا گناہ بھی اِس رسم میں موجود ہے)۔ (ماخوذ اَز: بارہ مہینوں کے فضائل واحکام)

ذِکرِ حسنینؓ

﴿ حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

دوشِ نبی ﷺ کے شاہسواروں کی بات کر
کون و مکاں کے راج دُلاروں کی بات کر

جِن کے لیے ہیں کوثر و تسنیم موجزن
اُن تشنہ کام بادہ گُساروں کی بات کر

خُلدِ بریں ہے جن کے تقدُّس کی سیرگاہ
اُن خوں میں غرق غرق نِگاروں کی بات کر

کلیوں پر کیا گزر گئی پھولوں کو کیا ہوا
گلزارِ فاطمہؓ کی بہاروں کی بات کر

جن کے نَفس نَفس میں تھے قرآں کُھلے ہوئے
اُن کربلا کے سینہ فگاروں کی بات کر

شِمرِ لعیں کا ذِکر نہ کر میرے سامنے
شیرِ خدا کے مرگ شِعاروں کی بات کر

معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زرّیں ہدایات

﴿ اِفادات : حضرت اَقدس مولانا قاری سیّد صدیق احمد صاحب باندویؒ ﴾

✡ ✡ ✡

لڑکیوں کی پرورش کرنے اور اُن پر خرچ کرنے کی فضیلت :

فرمایا آج کل لڑکیوں کے پیدا ہو جانے کو عیب سمجھا جاتا ہے۔لڑکا پیدا ہونے سے تو خوشی ہوتی ہے لڑکی پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہوتی۔کفارِ مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ لڑکی کی پیدائش کو بہت برا سمجھتے تھے،لڑکیوں کو زِندہ دفن کر دیتے تھے۔یہی حال آج اُمت کا ہو رہا ہے کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں حالانکہ لڑکیوں پر خرچ کرنے میں جتنا ثواب ملتا ہے لڑکوں پر خرچ کرنے میں اِتنا نہیں ملتا۔ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے۔حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ تیری وہ لڑکی جو تیری طرف لوٹا دی جائے۔لڑکی کے باپ کے پاس لوٹنے کی یہی شکل ہوتی ہے کہ یا تو وہ بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے یا اُس کا شوہر اُس کو اچھی طرح رکھتا نہ ہو ایسی حالت میں بیچاری کہاں جائے،اپنے میکہ ہی تو جائے گی۔اپنے ماں باپ،بھائی کے پاس ہی تو رہے گی یہاں نہ جائے گی تو پھر کہاں جائے گی۔اپنے ماں باپ اور بھائی بھی اُس کے نہ ہوں گے تو کون ہوگا۔

بعض لوگوں کو دیکھا کہ لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد پھر اُس کے ساتھ لڑکی جیسا سلوک نہیں کرتے۔اُس کے ساتھ اجنبیوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار لوگوں تک کو اِس میں مبتلا دیکھا ہے۔اَرے اس بیچاری کی اگر بھائی کی بیوی سے نہیں بنتی تو ماں باپ اور بھائی تو ہیں اُن کو تو خیال کرنا چاہیے۔تعجب ہے کہ وہ بھی نہیں خیال کرتے۔

لڑکی کی اہمیت :

فرمایا آج کل لڑکی پیدا ہونے کو بہت معیوب سمجھتے ہیں۔لڑکا پیدا ہونے کی تو خوشی ہوتی ہے لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں ہوتی۔لڑکا پیدا ہو تو عقیقہ میں دو بکرے ذبح کر دیں گے دعوت کریں گے خوشیاں منائیں گے لڑکی پیدا ہو تو عقیقہ ہی نہ کریں گے۔

حالانکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کے لڑکی پیدا ہوئی اور اُس نے اُس کو اچھی طرح پالا، تربیت کی، شادی کی اُس کے لیے جنت ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ عورت بڑی برکت والی ہے جس کے پہلے لڑکی پیدا ہو۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت معمولاتِ نبوی میں یہ حدیث منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ اَور بھی جگہ ہے مفسرین نے بھی نقل کی ہے۔

اَور ایک حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے؟ (یعنی مال کہاں خرچ کروں) حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری بیٹی جو تم پر لوٹا دی جائے خواہ اِس وجہ سے کہ بیوہ ہوگئی اُس کا شوہر مرگیا، یا اِس وجہ سے کہ اُس کے شوہر نے اِس کو چھوڑ دیا یا طلاق دے دی۔ اب ایسے حالات میں ماں، باپ کی بھی نگاہیں پھر جاتی ہیں۔ باپ اپنی بیٹی کو بھول جاتا ہے۔

جھانسی میں ایک مرتبہ میرا جانا ہوا ایک صاحب کے یہاں صبح کے وقت ٹھہرنا ہوا تھا، ایک لڑکا صاف ستھرے اچھے کپڑے پہنے ہوئے آیا اُس کو گود میں بٹھالیا، مٹھائی وغیرہ کوئی چیز کھانے کو دی۔ تھوڑی دیر میں ایک اور بچہ پرانے گندے کپڑے پہنے ہوئے خستہ حالت میں آیا اُس کو دیکھ کر کہا بس آگئے، لگ گئی خوشبو، کتوں کی طرح بھاگے چلے آئے، دھتکار کر بھگایا، اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ مولانا یہ میرا نواسہ ہے۔ مجھ سے تو اپنا خرچ پورا نہیں ہوتا اِن کا کہاں سے پورا کروں۔ لڑکی ہے میرے سر پڑ گئی مجبور ہوں، مجھے بہت ناگوار ہوا میں ناراض ہو کر وہاں سے چلا آیا کہ ایسے شخص کے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ باپ بھی بیچاری لڑکی کا نہ ہوگا تو دُنیا میں کون اُس کا ہوگا۔

شادی میں تاخیر نہ کیجیے :

ایک صاحب نے آکر اپنے لڑکے کے متعلق حضرت سے کچھ مشورے لیے اور اُن کا لڑکا چند سال قبل مدرسہ میں زیرِ تعلیم بھی تھا اب کسی مدرسہ میں پڑھانے کی بات چل رہی تھی اُن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کہیں سلسلہ لگا دیجیے۔ حضرت نے فرمایا وہ پہلے اپنی شکل تو دُرست کریں ڈاڑھی تو وہ کٹاتے ہیں لوگ اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی اعراض کرتے ہیں (کیونکہ ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے تمام مقتدیوں کی نماز خراب کرتا ہے)۔ اُن صاحب نے رشتہ کے متعلق بھی مشورہ کیا۔ حضرت نے فرمایا رشتہ جلدی کر دیجیے اِس میں تاخیر نہ کیجیے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہیں سلسلہ سے لگ جائیں کچھ انتظام ہو جائے اُس کے

بعد رشتہ مناسب رہے گا۔حضرت نے فرمایا اِس کا انتظار نہ کیجیے اللہ تعالیٰ سب انتظام فرمادے گا آپ پہلے سے اِتنی فکر کررہے ہیں۔ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقر کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا شادی کرلو،خود قرآن میں ہے اَنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءُ الْاٰیَۃُ اگر فقر ہے تو شادی کی برکت سے اللہ غنا نصیب فرمادے گا اور اِس کا یہ مطلب نہیں کہ مال اور جہیز خوب ملے گا بلکہ ذمّہ داری کا احساس ہوجاتا ہے آدمی کچھ کرنے لگتا ہے اور اللہ برکت دیتا ہے۔رزق کے سلسلہ میں زیادہ پریشان نہ ہونا چاہیے،جو آتا ہے مقدر کا کھاتا ہے۔پھر ایک بہو کو دو روٹی آپ نہیں کھلا سکتے ؟

اِن صاحب نے پھر پڑھانے کی بابت مشورہ کیا۔حضرت نے فرمایا سوچ کر بتلاؤں گا مقامی طور پر تو مناسب نہیں ہے،اعتراضات کی بھر مار ہوتی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔آئے دن نئی نئی باتیں لوگ پیش کرتے ہیں،طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں اِس سے بہتر ہے کہ آدمی باہر رہ کر سکون سے کام کرے۔

سادگی کے ساتھ بلا بارات کے شادی کی ترغیب :

ایک طالب علم جن کی شادی ہونے والی تھی وہ اُور چند احباب حضرت کی خدمت میں لمبا سفر کرکے چھوٹی سی گاڑی پر سوار ہوکر آئے تھے۔اور کام ہوجانے کے بعد جلد ہی واپس ہونے لگے،حضرت اقدس نے طالب علم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ (جس طرح تم لوگ یہاں آئے ہو) کیا اِسی طرح سادگی کے ساتھ شادی اور رخصتی نہیں ہوسکتی ؟ کہ تین چار آدمی آئیں اور رُخصتی کرالیں ،نہ بارات نہ دھوم دھام ،اگر تم لوگ عمل نہ کروگے تو کون کرے گا۔

منگنی اُور تاریخ میں دعوت کی ضرورت نہیں :

حضرت کے متعلقین اور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ ایک رشتہ کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لیے آئے ، درمیانِ گفتگو حضرت نے فرمایا منگنی اور تاریخ متعین کرتے وقت لوگوں کو جمع کرنے اور دعوت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔دو چار لوگ آکر مشورہ کرکے تاریخ طے کرلیں۔

مسجد میں نکاح ہونے کی تحریک چلاؤ :

باندا کے مشہور آدمی بابا فرید حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے حضرت نے اُن سے فرمایا

باندا میں تم نوجوانوں کی ایک جماعت بناؤ، صدر اور رُکن بنانے کی ضرورت نہیں۔ بس ایک جماعت ہو جو جگہ جگہ جا کر کام کرنے والی ہو اور اِس کی تحریک چلاؤ کہ جتنے بھی نکاح ہوں سب مسجد میں ہوں۔ اِس کے علاوہ کسی اور چیز کو ابھی نہ چھیڑو، ابھی تو بس یہی تحریک چلاؤ کہ نکاح مسجد میں ہونے لگیں۔ یہ سنت مردہ ہوتی جا رہی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اَعْلِنُوا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو اور مسجد میں کیا کرو۔ کھانے پینے ٹھہرنے کا اِنتظام جہاں مناسب ہو کریں لیکن اِس پر زور دو کہ جب نکاح کا وقت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے مسجد میں آجائیں اور اعلان کر دیا جائے کہ نکاح ہونے جا رہا ہے جس کو شریک ہونا ہوگا مسجد میں آجائے گا۔

کانپور میں میں نے اِس کی تحریک چلائی الحمدللہ اَب صورتحال یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے یہاں بھی قیام تو کہیں اور ہوتا ہے لیکن نکاح مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ یہ سنت مردہ ہو رہی ہے اِس کو زِندہ کرنے کی ضرورت ہے (ہر جگہ کے لوگوں کو چاہیے کہ) اِس کی کوشش کریں۔

بیوی کے حقوق :

ایک عالم صاحب نے حضرت سے مشورہ لیا کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں میری اہلیہ مکان میں میرے ماں باپ کے پاس ہے میں اہلیہ کو مدرسہ لانا چاہتا ہوں۔ مدرسہ کی طرف سے مجھے مکان ملا ہے لیکن میری والدہ اور والد صاحب اِس بات پر راضی نہیں، وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو نہ لے جاؤ اور وَجہ اِس کی یہ ہے کہ اِس کے چلے آنے سے میں گھر میں خرچ کم بھیج سکوں گا بیوی رہے گی تو زیادہ بھیجوں گا۔ اور گھر میں مالی اعتبار سے تنگی پریشانی بھی ہے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

حضرت نے فرمایا کہ بیوی کے بہت سے حقوق ہیں اُن میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جہاں خود رہے اپنے پاس بیوی کو رکھے۔ شریعت کا یہی حکم ہے شریعت کے حکم کے آگے سب کو جُھک جانا چاہیے۔ یہاں تک حکم ہے کہ اُس کی اجازت کے بغیر دُوسری جگہ لیٹے نہیں اُس کے پاس ہی لیٹے۔ حضور ﷺ اِن باتوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے۔ ایک کی باری میں دُوسری بیوی کے پاس ہرگز نہ جاتے اور جس کی باری ہوتی اُس کے پاس ضرور جاتے، اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں بیوی کے پاس رہنا یہ اُس کا حق ہے۔

اِن باتوں کو آدمی معمولی سمجھتا ہے حالانکہ اِس کی بہت اہمیت ہے۔ اِن باتوں کا تعلق حقوق العباد

سے ہے۔ معلوم نہیں کس طرح لوگ بیویوں کو چھوڑ کر مہینوں بلکہ کئی کئی سال باہر رہتے ہیں نہ بچوں کی فکر نہ بیوی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو قانون مقرر کر دیا تھا کہ چار مہینے سے زائد کسی شخص کو بیوی سے علیحدہ رہنے کی اجازت نہیں، اور اب تو لوگ سال سال بھر تک باہر رہتے ہیں۔ باہر ملک جا کر پیسہ کما رہے ہیں ایسا پیسہ کس کام کا، نہ بیوی کی شکل دیکھ سکے نہ بچوں کی، نہ رشتہ داروں سے ملاقات نہ ماں باپ کی خدمت۔

ایسی عورتیں بھی سخت خطرہ میں ہوتی ہیں جن کے شوہر باہر رہتے ہیں۔ جن کے اَندر بہت تقوٰی اور عِفّت ہو وہ تو بچی رہتی ہیں ورنہ اُن کا بچنا مشکل ہوتا ہے اس لیے کہ جیسے مردوں میں شہوت ہوتی ہے عورتوں میں بھی تو شہوت ہوتی ہے اَور شیطان عورتوں کو جلد بہکا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

ایک صاحب تھے جو ہر وقت جماعت ہی میں رہتے تھے۔ ہر وقت اُن کا چِلّہ ہی ہوا کرتا تھا۔ جب دیکھو باہر سفر میں ہیں۔ بیوی کے حقوق کی کچھ پروا نہیں اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِن کی بیوی کے دُوسرے سے ناجائز تعلقات ہو گئے اور وہ ہوا جو نہ ہونا چاہیے۔ ''ہر چیز میں اعتدال ہو۔ اکابر سے مشورہ نہیں کرتے'' اِس قسم کے لوگ جو کرتے ہیں اپنی طرف سے کرتے ہیں ورنہ مرکز کی طرف سے اِس کی ممانعت ہے۔ خود مرکزِ تبلیغ میں جو لوگ رہتے ہیں بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ورنہ سال میں کئی چھٹیاں دی جاتی ہیں جس میں جا کر وہ گھر والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ساس بہو کے ساتھ رہنے کا مسئلہ :

اِسی ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ شادی شوہر سے ہوتی ہے یا شوہر کے ماں باپ سے۔ عورت شوہر کی خدمت کے لیے آئی ہے نہ کہ ساس سسر کی خدمت کے لیے۔ بعض لوگ زبردستی عورت سے ماں باپ کی خدمت کراتے ہیں یہ ظلم اور ناجائز ہے۔ اِسی واسطے حکم ہے کہ شادی کے بعد علیحدہ رہنا چاہیے، ساتھ رہنے میں بڑے فتنے ہوتے ہیں۔ احقر نے عرض کیا حضرت تھانویؒ نے بھی یہی فرمایا ملفوظ میں بھی وعظ میں بھی فتوٰی میں بھی۔ فقہاء نے بھی لکھا ہے صاحب بدائع وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ عورت اگر شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں تو شوہر کو علیحدہ رہنے کا انتظام کرنا ضروری ہے لیکن بہت سے لوگوں کے حلق کے نیچے یہ مسئلہ نہیں اُترتا۔ حضرت نے فرمایا حلق سے نیچے اُترے یا نہ اُترے مسئلہ یہی ہے شریعت کے حکم کے سامنے سب کو جھک جانا چاہیے۔

احقر نے عرض کیا کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اِس مسئلہ کو ظاہر کرنے میں فتنہ ہوگا۔ اگر لوگوں کو اِس کی ترغیب دی جائے تو اختلاف ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اِس میں کیا فتنہ ہوگا؟ اور کیا اِس میں فتنہ نہیں ہوتا کہ ساتھ رہ رہے ہیں آئے دن جھگڑے ہوتے ہیں بیوی نے ساس کی خدمت نہیں کی۔ گھر کا کام نہیں کیا تو ظلم ہونے لگا اور طلاق ہوگئی یہ فتنہ نہیں ہے؟ اِس فتنہ کی فکر نہیں کہ پوری زندگی ہی برباد ہو جائے گی۔ زیادہ تر لڑائیاں اِسی کام کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ بہو کام نہیں کرتی۔ اَرے بہو پر کام کرنا ضروری کب ہے مسئلہ کے اعتبار سے دیکھو تو اُس پر تو روٹی پکانا بھی فرض نہیں۔

احقر نے عرض کیا بسا اوقات حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی لڑکا ہے اُس کی بوڑھی ماں ہے خود کام کرنا اُس کے لیے مشکل ہے، اَب اگر بہو لڑکا علیحدہ رہیں تو بوڑھی ماں کو کس قدر پریشانی ہوگی۔ حضرت نے فرمایا پھر بھی ساس کو بہو سے خدمت لینے کا حق نہیں ہے لڑکے کو چاہیے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے، اُس کا انتظام رکھے۔ نوکرانی لائے لیکن بیوی سے زبردستی خدمت لینے کا کوئی حق نہیں۔ البتہ اخلاقی طور پر اُس کو چاہیے کہ جب وہ محتاج ہے معذور ہے تو اس کی خدمت کرے اس میں بہو کی تخصیص نہیں کوئی بھی محتاج معذور ہو جو شخص پاس میں ہے اخلاقی فرض یہ ہے کہ اُس کی خدمت کرے اُس کی مدد کرے۔ میری اہلیہ ہے میری ماں کی تین سال تک برابر اِس طرح خدمت کی ہے کہ پاخانہ دُھلاتیں، گود میں اُٹھاتیں، کھلاتیں، پلاتیں، خوب خوشی سے خدمت کرتی تھیں اور خوشی سے کرنا بھی چاہیے اخلاقی فریضہ بھی یہی ہے لیکن زبردستی اِس کی منشاء کے خلاف اُس سے خدمت لینے کا حق نہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں سب لوگ علیحدہ رہتے ہیں صرف کھانا ساتھ پکتا ہے حضرت نے فرمایا ارے اصل تو یہی ہے اِسی سے تو سارے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانا پکانا ضرور الگ ہونا چاہیے۔

اہلیہ کو لے کر علیحدہ رہیے اَور والدین کی خدمت کیجیے :

رمضان میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شکایت کی کہ میری بیوی اور ماں میں باہم نباہ نہیں ہوتا، آئے دن اختلافات اور کشیدگی ہوتی رہتی ہے۔ یہ کہہ کر اُن صاحب نے تعویذ چاہا حضرت نے فرمایا تعویذ تو میں دیتا لیکن آپ اہلیہ کو علیحدہ لے کر رہیے کھانا پینا بھی علیحدہ رکھیے اور علیحدہ رہ کر

والدین کی خدمت کرے، والدین اگر علیحدہ رہنے پر راضی نہ ہوں تب بھی علیحدہ رہیے ناراض ہوں تو ہوا کریں اُن کی خدمت کرتے رہیے۔ انشاء اللہ کچھ دن میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ فرمایا بعینہٖ حکیم الاُمّت حضرت تھانویؒ نے بھی اِرشاد فرمایا ہے ملفوظات میں بھی مواعظ میں بھی اور فتاوٰی میں بھی، احقر نے سارے مضامین حقوقِ معاشرت ''تحفۂ زوجین'' نامی کتاب میں جمع کر دیے ہیں۔ حضرت نے فرمایا لوگ کتابیں نہیں دیکھتے ورنہ ساری باتوں کا علاج موجود ہے اور فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں کو ضرور پڑھنا چاہیے۔

بے پردگی کا نتیجہ :

فرمایا آج کل بے حیائی کا بازار گرم ہے۔ بے حیائی بے پردگی اِس قدر عام ہو چکی ہے اور ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ اِس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اِدھر کچھ دنوں سے زیادہ ہی ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ ابھی اِسی سفر کی بات ہے بے چارے ایک کرم فرما جو واقعی بڑے دیندار ہیں۔ علماء کی بڑی خدمت کرتے رہتے ہیں خود میرے اُوپر بھی اُن کے احسانات ہیں اور وہ خود بھی نیک ہیں صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں لیکن اُن کی ایک بہن ہے غیر مسلم سے اُس کا تعلق ہو گیا ہے بس اُسی سے شادی کرنے کے لیے رَجھی پڑی ہے کہ شادی کروں گی تو اُسی سے، بیچارے بڑے پریشان ہیں۔ وہ کیا کر سکتے ہیں سب لوگ دُعا کرو، اصل میں بے پردگی جہاں بھی ہوگی اپنا اَثر دکھائے گی زہر کوئی بھی کھائے اُس کا اثر ہو کر رہے گا۔ دیندار گھرانوں میں بھی اگر بے پردگی ہوگی تو فساد ہوگا۔ یہ سب بے پردگی کا نتیجہ ہے لیکن اِس کے باوجود لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ خواہش کا بھوت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی اَولاد تک کو چھوڑ دیتا ہے۔ کئی واقعات ایسے ہیں کہ عورت کا اجنبی مرد سے تعلق ہوا وہ اپنے شوہر تک کو قتل کرنے کو تیار ہو گئی۔ یہ بھوت ایسا ہوتا ہے کہ جو بھی اِس میں رُکاوٹ بنے گا وہ اُس کو دُور کرے گا۔ بھائی ہو باپ ہو شوہر ہو کسی کی پروا نہ ہوگی۔ بڑے فتنہ کا زمانہ ہے اللہ حفاظت فرمائے۔ شریعت کے خلاف جب کام ہوگا اُس کا یہی نتیجہ ہوگا۔

عورت چاہے تو شوہر اَور پورے گھر کو دیندار بنا دے :

فرمایا عورت کے حالات کا پورے گھر پر اَثر پڑتا ہے۔ اگر عورت دیندار ہے تو دُوسری عورتوں کو بھی دیندار بنا دے گی اگر عورت آزاد بے پردہ ہے تو ایک کے آنے سے پورا ماحول گندہ ہو جائے گا۔

ایک جگہ کا قصہ ہے کہ ایک تحصیلدار صاحب تھے اُن کی شادی ایک صاحب کی لڑکی سے ہوئی جو حضرت تھانویؒ سے بیعت تھے بڑے دیندار تھے اُن کی دینداری کی شہرت تھی رشتہ ہوا اَور رُخصتی ہوگئی، رُخصتی کے بعد آتے ہی سب سے پہلے گھر میں دُوسری عورتوں سے اُس نے سلام کیا۔نئی دُلہن کے لیے سلام کرنا بڑے عار کی بات سمجھتے ہیں عورتوں کو بڑا تعجب ہوا کہ بڑی بے حیا معلوم ہوتی ہے۔جب نماز کا وقت آیا تو اُس نے خود ہی پانی مانگا وضو کیا اور دُوسری عورت سے کہا کہ آپ لوگ بھی نماز پڑھیں سب کو وضو کرایا نماز پڑھائی۔عورتوں میں چرچا ہوا یہ تو بڑی بے حیا ہے ابھی سے ٹک ٹک باتیں کرتی ہے۔اِس واسطے کہ اُس وقت عورتوں کے ماحول میں نئی دُلہن کے لیے بولنا جرم تھا پانی بھی نہیں مانگ سکتی دُوسری عورت ساتھ جاتی تھی اگر پانی کی ضرورت ہوتی تو پہلے اُس سے کہتی وہ لاکر دیتی۔اب کھانے کا وقت آیا ناشتہ کھانا سامنے لایا گیا تو کھانے سے انکار کر دیا۔ بہت اصرار کیا گیا تب بھی نہ کھایا۔اب بات پھیلی کہ بہو کچھ کھاتی نہیں۔جب زیادہ اصرار کیا گیا تو کہا اچھا جس سے میرا رشتہ ہوا ہے اُن کو بلا دیجئے اُن سے تھوڑی بات کرنا چاہتی ہوں۔عورتوں میں ہائے ہائے مچ گئی کہ یہ کیسی بے حیا ہے اَبھی سے شوہر سے سب کے سامنے بات کرتی ہے، بڑی بے شرم ہے۔شوہر کو بُلایا گیا اُس نے پوچھا کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رشوت لیتے ہیں اور رشوت کھانا حرام ہے اِس کو تو میں نہیں کھاؤں گی۔میں آپ سے مطالبہ نہیں کرتی گھر قریب ہے میں اپنا خرچ چلالوں گی گفتگو ہوتی رہی۔شوہر نے کہا کہ اِس میں میری بدنامی ہے۔بیوی نے جواب دیا کہ اِس میں آپ کی بدنامی معلوم ہورہی ہے اَور قیامت میں جو رُسوائی ہوگی اُس کا خیال نہیں۔شوہر نے توبہ کی آئندہ کے لیے عہد کیا کہ کبھی رشوت نہ لوں گا۔اِس کے بعد بیوی نے کھانے کی شرعی صورت بیان کی۔جب عورت دیندار ہوتی ہے تو شوہر کو دیندار بنا دیتی ہے، اُس کو دیکھ کر دُوسری عورتیں دیندار ہوتی ہیں۔

وہ تحصیلدار صاحب بعد میں بہت دیندار ہوگئے تھے چہرہ پر ڈاڑھی آگئی تھی میرے پاس کثرت سے آتے تھے، باندا میں بھی رہے ہیں بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوگئے تھے۔جب میں قربانی کے لیے جانور خریدنے جاتا تو میرے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے چلتے جب تک رہتا میرے ساتھ ہی رہتے۔میں نے اُن سے کہا آپ کی ذِلّت ہوتی ہے کہنے لگے یہ ذلت ہزار درجہ اُس عزت سے اچھی ہے۔اب بیچاروں کا انتقال ہوگیا ہے بعد میں تو بہت دیندار ہوگئے تھے واقعی جب عورت دیندار ہوتی ہے تو مرد کو دیندار بنا سکتی ہے۔

عورت بد دین ہو تو شوہر کو بد دین اور گھر کو برباد کر دے گی :

اگر عورت بد دین اَور آزاد بے پردہ ہے تو مرد کو بھی بد دین بنا دے گی۔ کتنی جگہ آزاد عورتیں گھروں میں آئیں خود بے پردہ تھیں دُوسروں کو بے پردہ بنا دیا۔ لباس ایسا کہ ہاتھ کھلے ہوئے پیٹ کھلا ہوا۔ ایسی عورتیں دُوسروں کو اَور شوہر کو بھی بد دین بنا دیتی ہیں۔

اِس میں بھی ایک تحصیلدار صاحب ہی کا قصہ ہے بڑے دیندار تھے رشوت بالکل نہ لیتے تھے نماز روزہ کے پابند۔ اِتفاق سے اُن کے چپڑاسی کے یہاں شادی تھی اُس نے تحصیلدار صاحب سے اصرار کیا کہ صاحب اپنے گھر سے عورتوں کو بھیج دیں تو میری عزت رہ جائے گی اور وہ تحصیلدار صاحب کسی کے یہاں شادی وغیرہ میں بھیجتے نہ تھے۔ ایک تو شادی میں بے پردگی بہت ہوتی ہے دُوسرے اَور بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں اِس لیے اپنے گھر کی عورتوں کو شادی میں نہ بھیجتے تھے لیکن چپڑاسی نے بہت اصرار کیا تو اُنہوں نے بھیج دیا۔ وہاں جا کر اِنہوں نے دیکھا کہ ساری عورتیں ایک سے ایک لباس پہنے زیور سے لدی پڑی ہیں اور ہر پانچ منٹ میں نیا جوڑا بدلا جا رہا ہے اور اُن کو کاٹو تو خون نہیں، عورتیں پوچھتیں کہ یہ کون ہیں تو بتلایا جاتا کہ تحصیلدار صاحب کی بیگم ہیں اِن کی اَور ذلت ہوتی۔ بس وہاں سے آکر جب گھر آئی ہیں تو تحصیلدار صاحب پر برس پڑیں کہ میری ناک کٹا کے رکھ دی مجھے ذلیل و رُسوا کیا، چپڑاسی اَور نوکران کی عورتیں تو زیور سے لدی رہتی ہیں، نئے نئے جوڑے منٹ منٹ پر بدلے جاتے ہیں اور میرے پاس صرف ایک سادہ جوڑا، زیور سے بالکل ننگی۔ تحصیلدار صاحب نے سمجھایا کہ اَرے جتنی تنخواہ ہے اُسی کے مطابق انتظام کرتا ہوں وہ لوگ دُوسری طرح آمدنی کرتے ہیں رشوت لیتے ہیں۔ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں تو آپ کے لیے کیا دروازہ بند ہے؟ آپ کو کس نے منع کیا؟ الغرض اِتنا پیچھے پڑیں بالآخر شوہر کو مجبور کر دیا وہ رشوت لینے لگے اور اُن کی ساری دینداری ختم ہوگئی۔ یہ تحصیلدار صاحب کی کمزوری اور ڈھیلے پن کی بات تھی ورنہ سخت ہو جاتے، نہ لیتے رشوت، کیا کر لیتی عورت، گھر سے نکال دیتے دماغ دُرست ہو جاتا۔

جب عورت بد دین ہوتی ہے تو شوہر کو بھی بد دین بنا دیتی ہے اِسی وجہ سے اہلِ کتاب یہودی یا عیسائی عورتوں سے کوئی نکاح کرے تو نکاح تو جائز ہو جائے گا لیکن اِس کی ممانعت ہے کیونکہ اِس سے گھر برباد ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۶۲)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

اِنسان کی تخلیق کے مدارج :

(۳) عَنْ زَیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ یَجْمَعُ خَلْقَہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ مَلَکًا وَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ وَیُقَالُ لَہٗ اکْتُبْ عَمَلَہٗ وَرِزْقَہٗ وَاَجَلَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ لَیَعْمَلُ حَتّٰی مَایَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَنَّۃِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ کِتَابُہٗ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ حَتّٰی مَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ .(بخاری ج ا ص ۴۵۶، ابوداوٗد ج۲ ص ۲۹۲، مسند امام احمد ج ۴ ص۷، مشکوۃ ص ۲۰)

حضرت زید بن وہب ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں رسولِ اکرم ﷺ نے بیان کیا جو کہ صادق و مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کی تخلیق اِس طرح ہوتی ہے کہ پہلے اُس کا نطفہ چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں جمع رہتا ہے پھر چالیس دِن کے بعد عَلَقَۃٌ یعنی منجمد خون بن جاتا ہے پھر چالیس ہی دِن میں مُضْغَۃٌ یعنی گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جسے چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے اُسے کہا جاتا ہے کہ لکھدے کہ یہ عمل کیا کرے گا، اِس کا رزق کتنا ہوگا، اِس کی عمر کتنی ہوگی، انجام کار یہ شقی و بدبخت ہوگا یا سعید و خوش نصیب، پھر وہ فرشتہ اِس میں رُوح پھونکتا ہے پھر ایسے ہوتا ہے کہ تم میں سے ایک آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا

رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اَور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا آگے آجاتا ہے اَور وہ دوزخیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اَور (تم میں سے) ایک آدمی (دوزخیوں کے سے) عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اَور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا آگے آجاتا ہے اَور وہ جنتیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے۔

عالمِ اَرواح میں حضرت آدم و موسٰی علیہما السلام کا مناظرہ :

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰی عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰی . قَالَ مُوْسٰی اَنْتَ آدَمُ الَّذِیْ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلَائِکَتَهٗ وَاَسْکَنَکَ فِیْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِیْئَتِکَ اِلَی الْاَرْضِ قَالَ آدَمُ اَنْتَ مُوْسَی الَّذِیْ اِصْطَفٰکَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاَعْطَاکَ الْاَلْوَاحَ فِیْهَا تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ وَقَرَّبَکَ نَجِیًّا. فَبِکَمْ وَجَدْتَّ اللّٰهَ کَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ. قَالَ مُوْسٰی بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا قَالَ آدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَّ فِیْهَا وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی قَالَ نَعَمْ. قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَنْ عَمِلْتُ عَمَلاً کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَةً. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰی. (مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۱۹)

حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (عالمِ اَرواح میں) آدم و موسیٰ علیہما السلام نے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا اَور آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے ۔حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ وہی آدم ہیں جن کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا اَور آپ میں اپنی رُوح پھونکی تھی، فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا تھا، اپنی جنت میں آپ کو ٹھہرایا تھا، پھر آپ نے اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اُتروا دیا تھا۔آدم علیہ السلام نے فرمایا تم وہی موسیٰ تو ہو جن کو خدا نے منصبِ رسالت

سے نواز کر برگزیدہ کیا اَور ہم کلامی کے شرف سے مشرف فرمایا، اَور تم کو وہ تختیاں دیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا پھر تم کو سرگوشی کے لیے تقرب کی عزت بخشی، یہ تو بتلاؤ کہ خدا نے میری تخلیق سے کتنے عرصے پہلے تورات کو لکھ لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس سال پہلے۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تم نے تورات میں لکھے ہوئے یہ الفاظ نہیں پائے تھے **وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی** موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پھر تم مجھ کو میرے اُس عمل پر کیوں ملامت کرتے ہو جن کو خدا نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میرے لیے لکھ دیا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا (اِس دلیل سے) آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

ف : حضرت آدم و موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ اِس عالمِ دُنیا میں نہیں ہوا جہاں اسباب سے قطع نظر دُرست نہیں ہے بلکہ یہ مناظرہ عالمِ بالا میں اِن دونوں کی رُوحوں کے درمیان ہوا تھا۔ اِس لیے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اگر کوئی عاصی و گناہ گار اِس قسم کی دلیل کا سہارا لینے لگے تو وہ اِس کے لیے کار آمد نہیں ہوگی کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا معاملہ اُس جہان کا تھا جہاں وہ اَسباب کے مکلّف نہیں تھے اَور پھر اُن کی یہ خطا بارگاہِ الُوہیت سے معاف بھی کر دی گئی تھی لہٰذا یہاں تو کسب و اِختیار اَور اَسباب کی بنا پر مواخذہ ہوگا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

قسط : ۳، آخری

چار رَوز اُندلس میں

﴿ جناب مولانا ضیاء الحسن صاحب طیّب ، برمنگھم ، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

"اَلْحَمْرَاءُ" :

الحمراء مسلمان حکمرانوں اَور انجینئروں کی صلاحیتوں کا جیتا جاگتا اَور عظیم شاہکار ہے جس کی ایک ایک اینٹ بتا رہی تھی کہ مسلمان صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم اَور پیچھے نہیں۔ آج کے اِس جدید اَور ترقی یافتہ دَور میں بھی اِس طرح کی خوبصورت جگہ نہیں ملتی جو مسلمانوں نے صدیوں پہلے تعمیر کی تھی۔ شاہی محل اَور باغات کا پورا رقبہ سات سو چھتیس میٹر لمبا اَور دو سو میٹر چوڑا ہے جو چار سو سال کی محنتِ شاقہ کے بعد مکمل ہوا۔ اِس کی تعمیر ۹۰۰ء میں شروع ہوئی اور ۱۳۶۴ء میں تکمیل ہوئی۔ اِس قلعے کے گرد ایک نہایت اُونچی اور مضبوط فصیل ہے جس کے کچھ حصے صدیاں گزرنے کے بعد بھی سلامت ہیں۔ شاہی محل سے نیچے دیکھیں تو غرناطہ شہر نظر آتا ہے اُس وقت کے حکمرانوں نے اِس جگہ کا انتخاب شاید اِسی وجہ سے کیا ہوگا کہ وہ پورے شہر کا نظارہ کریں اُن کی رعایا اُن کی آنکھوں کے سامنے رہے وہ تو سب کو دیکھیں مگر اُنہیں کوئی نہ دیکھے لیکن آج پوری دُنیا یہاں اُمڈ آتی ہے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کسی کو پر مارنے کی اجازت نہ تھی مگر آج یہاں آنے کی کسی کو ممانعت نہیں بلکہ یہ جگہ آج ہر ایک کے لیے کھلی ہے کہ وہ یہاں آئے اور اِس سے عبرت حاصل کرے کہ ہمیشہ کی بادشاہی اور حکمرانی صرف ایک خدا کے لیے ہے۔

الحمراء کی مضبوط دیواروں اور دروازوں کو دیکھ کر لگتا نہیں کہ کوئی اِس جگہ کو فتح کر سکتا ہے مگر اِس قلعے کے در و دیوار نے بتا دیا ہے کہ مضبوطی دیواروں میں نہیں بلکہ دل و دماغ میں ہوتی ہے جب اِنسان کا ایمان کمزور ہو جائے تو بڑے بڑے برج بڑی بڑی دیواریں کام نہیں آتیں اِسی جگہ کو فتح کرنے والا طارق کوئی بہت طاقتور اور جنگی ساز و سامان سے لیس نہیں تھا بلکہ اُس کے اَندر کا ایمان مضبوط تھا جس نے وہاں کے مضبوط حکمرانوں کو شکستِ فاش دے کر یہ اسپین حاصل کیا تھا مگر اِتنے مضبوط قلعے تعمیر کرنے والے حکمران چونکہ

ایمانی لحاظ سے کمزور تھے اِس لیے اِتنے مضبوط قلعے بھی اُن کوشکست سے نہ بچا سکے۔

فوجی قلعے اور شاہی محل کا درمیانی فاصلہ طے کرنے کے بعد محل میں داخل ہونے کے لیے ایک اور دروازہ ہے یہاں سے وہ محلات شروع ہوتے ہیں جن کے حسن و جمال کی وجہ سے الحمراء دُنیا بھر میں مشہور ہوا آدمی جب شاہی محل کے ایک کمرے میں داخل ہوتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہی محل کا خوبصورت حصہ ہے آدمی اِس کو دیکھنے کے بعد آگے بڑھتا ہے تو وہ اِس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوتا ہے جو آدمی پہلے دیکھ چکا ہوتا ہے۔ اِن تمام عمارتوں پر سنگِ مرمر استعمال کیا گیا ہے اور پتھروں کی اِتنی عمدہ اور نفیس مینا کاری کی گئی ہے کہ آج کے مشینی دَور میں بھی اِس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، دیواروں اور چھتوں پر ہر جگہ قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں اور ایک جملہ جو ہر جگہ لکھا گیا ہے وہ یہ ہے ''لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰهُ '' کوئی غالب نہیں مگر اللہ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اِس شاہی محل کو محمد بن احمر جس کا لقب ''غالب باللہ'' تھا نے تعمیر کروایا تھا اُس نے حکم دیا کہ ہر جگہ خدائے وحدہ لاشریک کے غلبے کا اعلان کیا جائے، میرے خیال میں یہ اُس کے ایمان کی نشانی ہے کہ وہ اِتنا خوبصورت محل تیار کرتے ہوئے بھی خدا کی ذات کو نہیں بھولا بلکہ قدم قدم پر اُس نے خدا کو یاد رکھا۔

اس محل میں بے شمار کمرے در کمرے بنے ہوئے ہیں اور کمروں کے باہر خوبصورت لان بنائے گئے ہیں کمروں کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے بعض کمروں کے درمیان پانی کے حوض بنائے گئے ہیں صدیوں پہلے بنائے گئے محل میں سیورج کا نظام موجود ہے جو آج کے جدید اور ترقی یافتہ دور میں بھی بعض ملکوں میں موجود نہیں۔ ان محلاتی عمارتوں کے ساتھ بڑے خوبصورت برآمدے بنائے گئے ہیں جو روشنی اور ہوا کا کام تو دیتے ہی ہیں وہاں دُوسری طرف غرناطہ کی دلفریب چوٹیوں اور الحمراء کی حسین عمارتوں کا منظر بھی نگاہوں کے سامنے رہتا ہے۔ الحمراء کے شمال مشرق میں ایک مستقل ٹیلے پر عمارتوں اور باغات کا ایک دِلفریب اور خوشنما سلسلہ ہے جسے ''جَنَّةُ الْعَرِيْف'' کہا جاتا ہے۔

یہ شاندار باغ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے مکان کی چھت پر بنایا گیا ہے اور یہ چھت در چھت دُور تک چلا گیا ہے اِس عمارت کے مرکزی دروازے سے محل کی عمارت تک ایک طویل راہ داری تمام سرسبز بیلوں سے بنی ہوئی ہے اِس کی دیواریں چھت اور درمیانی محرابیں سب سبزے کو اِس طرح تراش کر بنائی گئی ہیں کہ آدمی عش عش کر اُٹھتا ہے اور اِس کے بنانے والوں کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس خوبصورتی کے ساتھ الحمراء کا

یہ باغ بنایا گیا ہے اور جس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے آج کے جدید دور میں بھی کئی باغوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن وہ خوبصورتی جو یہاں ہے کہیں نہیں دیکھی۔ کہا جاتا ہے کہ اِس خوبصورت محل اور اِس کے ساتھ اُندلس کی آٹھ سو سالہ تاریخ کو عیسائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑتے وقت مسلمانوں کے آخری خلیفہ ابوعبداللہ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکا اور بچوں کی طرح رونے لگا۔ اُس کی والدہ ملکہ عائشہ جو اپنے بیٹے کی نااہلیوں کو مدت سے دیکھتی آرہی تھی اُس نے کہا کہ ''بیٹا جب تم مردوں کی طرح میدانِ جنگ میں کوئی کارنامہ نہ دِکھا سکے تو بچوں کی طرح رونے سے کیا فائدہ؟'' کچھ یہی حال ہمارا ابھی تھا قدم قدم پر اِس ملک اور اِس کی وہ چیزیں جو مسلمانوں نے بڑی مہارت اور محنت سے بنائیں تھیں آج غیروں کے قبضے میں ہیں اور وہ اِس سے بھر پور فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کا زرِمبادلہ کمارہے ہیں۔

نمازِعصر کے قریب ہم واپس ہوٹل آئے وضو کرکے نمازِ عصر ادا کی، الحمراء کی سیر کی وجہ سے ہم چونکہ دِن کا کھانا نہیں کھا سکے تھے جس کی اَب خوب طلب ہو رہی تھی ہوٹل میں حلال کھانے کا انتظام نہیں تھا ہم نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے حلال اور پاکستانی کھانوں کے کسی ریسٹورنٹ کا پوچھا تو اُنہوں نے ایک رسالہ ہمیں دیا اور کہا کہ اِس کے اندر سے آپ کو حلال اور ایشیائی کھانوں کا ایڈریس اور فون نمبر مل جائے گا۔ چنانچہ ہمارے تلاش کرنے پر ایک پاکستانی ہوٹل کا فون اور ایڈریس ملا گیا ہم نے فون کر کے ایڈریس اور وہاں جانے کا راستہ پوچھا۔ یہ غرناطہ شہر کے اَندر ایک ریسٹورنٹ ہے، ہم ریسٹورنٹ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے مگر وہ ہوٹل مل نہیں رہا تھا میں نے گاڑی سے اُتر کر ایک سویٹ کارنر شاپ سے اُس ریسٹورنٹ کے بارے میں پوچھا تو دُکاندار نے کہا کہ ''ہندو ریسٹورنٹ'' ہم حیران ہوئے اُس نے بتایا وہ سامنے ہے ہم جب وہاں پہنچے تو اُس ریسٹورنٹ کے اُوپر ''اِنڈین ریسٹورنٹ'' لکھا ہوا تھا جب ہم اَندر داخل ہوئے تو تمام ورکرز اور مالک مسلمان اور پاکستانی تھے ایک وزیر آباد اور ایک گکھڑ گوجرانوالہ کا رہنے والا تھا ہم نے جب اُس سے اِس بارے میں پوچھا کہ بھائی آپ پاکستانی ہیں اور ریسٹورنٹ کا نام ''اِنڈین ریسٹورنٹ'' تو انہوں نے بتایا کہ یہاں پاکستان کا نہیں اِنڈیا کا نام چلتا ہے۔ ہمارے لیے یہ بڑے اَفسوس کا مقام ہے کہ ہمارے لوگ اپنے ملک کا نام بھی نہیں لکھ سکتے۔ اِس سے اِس بات کا بھی اَندازہ ہوتا ہے کہ بیرون ملک پاکستان کا کیا مقام ہے۔

ہم نے اُن سے مقامی یعنی اسپینش مسلمانوں کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ زیادہ تو

نہیں بہرحال کچھ مسلمان ہیں اُنہوں نے ہمارے پوچھنے پر یہ بھی بتایا کہ شہر میں تین چار مساجد بھی ہیں ایک مسجد الحمراء کے بہت قریب واقع ہے وہاں نماز جمعہ بھی اَدا کی جاتی ہے ہم وہاں جانا چاہتے تھے لیکن ہمیں تلاش کے باوجود وہ مسجد نہ مل سکی ہم نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے بھی پوچھا مگر اُنہوں نے بھی کسی مسجد کے بارے میں لاعلمی کا اِظہار کیا۔قرطبہ میں تو ہم ایک مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکے تھے مگر غرناطہ میں ہماری یہ آرزو پوری نہ ہو سکی اور ہم اِس سعادت سے محروم رہے۔غرناطہ جو مسلمان حکومت کا دارالحکومت تھا جس میں بے شمار مساجد تھیں مگر آج وہاں مسجد ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی جہاں شہر کی اکثر آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی آج پورے غرناطہ میں اِن دو پاکستانیوں جو ریسٹورنٹ میں ہمیں ملے تھے کہیں کوئی مسلمان نظر نہیں آیا۔

واپس مالگا روانگی :

غرناطہ کا ہمارا سفر تمام ہوا۔ہم نے کل ڈیڑھ دن غرناطہ میں گزارا۔دُوسرے دن چار بجے سہ پہر ہم مالگا کے لیے روانہ ہوئے جہاں سے ہم نے فلائٹ لینی تھی۔غرناطہ سے مالگا کے لیے دو راستے جاتے ہیں ایک راستہ **LOJA A92** اور دُوسرا راستہ **MOTRIL A44** غرناطہ سے موٹلر **35** کلو میٹر اور پھر موٹلر سے مالگا **87** کلو میٹر ہے اِس طرح سارا راستہ **152** کلو میٹر ہے۔غرناطہ سے موٹلر تک کا پورا علاقہ پہاڑی ہے۔ بڑے بڑے پہاڑ اور اُن پہاڑوں کی چوٹیوں اور دامن میں چھوٹی چھوٹی بستیاں ایک حسین اور دلکش نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ پورے اسپین میں ہم نے یہ بات نوٹ کی کہ تمام شہری اور دیہی علاقوں میں سب عمارتوں پر سفید رنگ کیا گیا ہے۔سرسبز و شاداب پہاڑیوں کے دامن میں چھوٹی چھوٹی بستیاں اِنسان کا دل موہ لینے کے لیے کافی ہیں۔

موٹلر **MOTRIL** سے مالگا تک تمام راستہ دریا کے کنارے جاتا ہے اِس راستے میں سڑک کے ایک طرف گہرا نیلا سمندر اور اُس کے اندر چلتے ہوئے مختلف رنگوں کے جہاز اور کشتیاں دُوسری طرف خوبصورت باغات چھوٹے چھوٹے گاؤں خوبصورتی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔اسپین ایک زرعی ملک ہے۔ اسپین کے لوگوں نے زراعت پر بے انتہا محنت کر کے ملک کو خوشحال بنا دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پورے اسپین میں ہمیں کہیں کچی بستیاں اور غربت کے آثار نظر نہیں آئے۔ جب وہاں کا کسان زمین پر محنت کر رہا ہو اور زمینیں آباد ہوں تو پھر وہاں کے لوگ اور کسان خوشحال کیوں نہ ہوں؟ ہم نے اِس راستے میں یہ بھی دیکھا ہے

کہ حکومت عوام کی سہولت کے لیے پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر ایک پہاڑ سے دُوسرے پہاڑ تک پل تعمیر کر رہی ہے راستوں کو آسان اور سہل بنایا جا رہا ہے۔ جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے ڈیم بنتے بھی نظر آئے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نئے ڈیموں کی تعمیر ہر ملک کی ضرورت ہے۔

مالگا (MALAGA) :

مالگا اُندلس کا مشہور اور قدیم شہر ہے جس کی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد تک ملتی ہے مسلمانوں کے دورِ حکومت میں بھی یہ اُندلس کی ایک اہم بندرگاہ اور تجارتی منڈی تھی۔ یہاں کی پیداوار میں انجیر اور انگور پورے اُندلس میں مشہور تھے۔ مٹی کے برتنوں کی صنعت یہاں کی مشہور صنعت سمجھی جاتی تھی اور آج بھی یہاں کے برتن سیاحوں کی خصوصی توجہ کا مرکز ہیں۔

مسلمانوں کے دورِ حکومت میں غرناطہ اور قرطبہ کے مقابلے میں یہ شہر چھوٹا تھا اور اِس کی اہمیت وہ نہ تھی جو طرقبہ اور غرناطہ کو حاصل تھی مگر آج یہ شہر آبادی اور اور دُوسرے کئی حوالوں سے اُن شہروں سے آگے ہے۔ بین الاقوامی ہوائی اَڈے اور ساحلِ سمندر کی وجہ سے یہ شہر غیر ملکی سیاحوں کی پسندیدہ جگہ ہے یہاں کا ساحل سمندر بھی خوبصورت مانا جاتا ہے سمندر کی وجہ سے اِس شہر کا موسم بھی بڑا متوازن ہے۔ حکومت اسپین نے بھی اس کی تعمیر وترقی پر خصوصی توجہ دی ہے اور اِس کو ایک خوبصورت شہر میں تبدیل کر دیا ہے رات کے وقت اس شہر میں میلے کا سماں ہوتا ہے رنگا رنگ برقی قمقموں اور خوبصورت فواروں نے اِس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

رات ایک بجے برمنگھم کے لیے ہماری فلائٹ تھی ہم ائیر پورٹ پہنچے عشاء کی نماز ادا کی اور اُندلس چھوڑنے کے لیے جہاز کی سیڑھیوں کی طرف چل پڑے ہم اپنے پیچھے بے شمار سوالات اور یادیں چھوڑ کر جا رہے تھے اِس کے باوجود کہ یہ ملک اَب مسلمانوں کے پاس نہیں مگر ہم اچھا تاثر لے کر وہاں سے نکلے۔ ہمیں چار رَوز میں کہیں اجنبیت کا احساس نہیں ہوا۔

دینی مسائل

✿ ✿ ✿

لعان کا بیان :

جب کوئی شخص دارُالاسلام میں اپنی زندہ بیوی پر زنا کی تہمت لگائے جس سے اُس کا نکاح صحیح تھا فاسد نہیں تھا اور جس نے عمدًا یا شبہ سے حرام صحبت بھی نہ کی ہو اَور میاں بیوی دونوں گواہی دینے کے لائق ہوں یا جو بچہ پیدا ہوا اُس کے بارے میں کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے نہ معلوم کس کا ہے اَور عورت چاہے کہ شوہر پر اِس اِلزام کی وجہ سے قذف کی حد لگے تو اِس کا حکم یہ ہے کہ عورت مسلمان جج کی عدالت میں جائے اور فریاد کرے۔

عدالت میں اگر شوہر اپنے الزام کے جھوٹا ہونے کا اقرار کرلے تو اُس کو حدِ قذف لگے گی اور اگر وہ اپنے الزام پر قائم رہے تو عدالت دونوں سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے اِس طرح کہلائے میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اِس کو لگائی ہے اِس میں میں سچا ہوں۔ چار دفعہ شوہر اِسی طرح کہے پھر پانچویں دفعہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار دفعہ اِسی طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اِس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اِس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر اِس تہمت لگانے میں یہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں قسم کھالیں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دے گا جس سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اَب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا۔ ماں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اسی قسما قسمی کو شرع میں ''لعان'' کہتے ہیں۔

مسئلہ : اگر شوہر نے کہا تیرا حمل مجھ سے نہیں ہے تو لعان نہ ہوگا۔ ہاں بچہ پیدا ہونے کے بعد اِس کی نفی کرے گا تو لعان ہوگا۔

مسئلہ : جب تک بچہ ہونے کی مبارکباد دی جاتی ہے مثلاً سات دن تک تو اگر اِس مدت کے اندر شوہر نے بچے کی اپنے سے ہونے کی نفی کی تو یہ نفی مسموع ہوگی اِس کے بعد مسموع نہ ہوگی۔

مسئلہ : اگر شوہر نے کہا تو نے زنا کیا ہے اور یہ حمل زنا سے ہے تو چونکہ زنا کی صریح تہمت پائی گئی

لہٰذا لعان ہوگا البتہ عدالت ابھی حمل کی شوہر سے نفی کا حکم نہیں لگائے گی۔

مسئلہ : اگر شوہر لعان کی قسمیں کھانے سے اِنکار کرے تو اُس کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یا تو قسمیں کھالے یا تہمت لگانے میں اپنے جھوٹا ہونے کا اعتراف کرلے۔ اپنے جھوٹا ہونے کے اعتراف کی صورت میں شوہر پر حدِ قذف لگے گی۔

مسئلہ : اگر شوہر لعان کی قسمیں کھالے لیکن عورت قسمیں کھانے پر تیار نہ ہو تو اُس کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یا تو قسمیں کھالے یا مرد کے الزام کی تصدیق کردے۔ محض الزام کی تصدیق پر عورت پر زنا کی حد نہیں لگے گی کیونکہ یہ اقرار نہیں ہے۔

مسئلہ : لعان کے واجب ہونے کے بعد اگر نکاح ٹوٹ جائے مثلاً زوجین کے درمیان کسی اور وجہ سے نکاح فسخ کردیا جائے یا شوہر طلاق بائن دے دے یا شوہر مرجائے تو لعان ساقط ہوجائے گا اور طلاق بائن دینے کے بعد اگر شوہر اِس عورت سے دوبارہ نکاح کرلے تو لعان واپس نہ لوٹے گا۔

مسئلہ : لعان کی قسمیں پوری ہونے کے بعد لیکن زوجین میں تفریق کا حکم کیے جانے سے پہلے شوہر کے لیے بیوی سے صحبت کرنا اور اُس کے دواعی کا اِرتکاب کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ : لعان اور جدائی کا حکم لگنے کے بعد شوہر اِسی عورت سے صرف اُس وقت دوبارہ نکاح کرسکتا ہے جب وہ تہمت لگانے میں اپنے جھوٹا ہونے کا اعتراف کرلے۔

بقیہ : معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زرّیں ہدایات

دورانِ گفتگو فرمایا کہ شوہر بیوی کا بے تکلف ہوکر ماں باپ اَور اپنے بڑوں کے سامنے بولنا ہنسی مذاق کرنا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ کچھ چیزیں عرفی ہوتی ہیں، عرف میں اُس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ فقہا کی تصریح کے مطابق اَدب کا مدار عرف پر ہے اور عرف میں بڑوں کے سامنے بے تکلف ہوکر بات کرنے کو بے اَدبی سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بہت بڑی بے اَدبی اور بے حیائی ہے۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

٢٦ر شوال المکرّم/ ١٦را کتوبر کو مسجدِ حامد کے صحن اور مرکزی دروازے اور بغلی دروازے کے زینے کی تعمیر کا کام مکمل ہوا، تقریبًا چھتیس لاکھ روپے سے زائد لاگت آئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اِس کام میں حصہ لینے والے حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

٩ر نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ''تحفظِ سنت کانفرنس'' میں شرکت کے لیے قصور تشریف لے گئے جہاں آپ نے دین کی عظمت اور دین پر استقامت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

١٣ر نومبر کو بہاولنگر سے مولانا عبدالستار صاحب اور لکی مروت سے حاجی امان اللہ صاحب اپنے بیٹے جناب رشید احمد صاحب کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور تین دن جامعہ میں قیام کیا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہم العالی کی ماہِ نومبر میں مظاہر العلوم سہارنپور اِنڈیا سے پاکستان آمد ہوئی۔ حضرت ١٥ر نومبر کو بعد نمازِ عصر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔ مسجد حامد میں دُعا کے بعد حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے چائے نوش فرمائی اور مختلف اُمور پر گفتگو ہوئی۔ جامعہ کے تعلیمی و تعمیری اَحوال پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا، بعد اَزاں واپس تشریف لے گئے۔

٢٢ر نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہٗ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آسان فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ - 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)